المنار جرمنی

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

T. I. COLLEGE OLD STUDENTS ASSOCIATION GERMANY

اکتوبر۔نومبر۔دسمبر۔2020

المنار جرمنی

اکتوبر۔نومبر۔دسمبر 2020

بمطابق:اخاء۔نبوت۔فتح۔1399 ہجری شمسی

زیرِ نگرانی

پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب
سرپرست تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

چوہدری عبد الغفور ڈوگر

مدیر اعلیٰ المنار

چوہدری محمد کولمبس خاں

پتہ
Bait us Sabooh
Genferstrasse 11
60437 Frankfurt / M
E-Mail: columbuskhan@gmail.com

اس شمارہ کی تیاری میں برادران مکرم راجہ محمد یوسف خاں صاحب۔مکرم منیر احمد باجوہ صاحب اور مکرم منیر الحق شاہد صاحب۔نے عبارت کی درستی اور تزئین کے لئے اپنے مشوروں سے نوازا۔
فجزاھم اللہ احسن الجزاء

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی منظوری سے
ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کو گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان میں مستحق طالب علموں کی مالی اعانت کی توفیق مل رہی ہے۔الحمدللہ کہ اس مد میں قربانی کرنے والے بھائیوں کی تعداد اور رقم کی ادائیگی میں مسلسل اضافہ ہورہاہے۔اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔
یہ رقم اب جرمنی میں ٹکوسا سکالرشپ فنڈ کے نام پر اور اسی طرح ممبر شپ فنڈ جماعتی رسید بکس پر ادا کی جاسکتی ہے۔جو دوست آن لائین بھجوانا چاہیں ان کی سہولت کے لئے اکاؤنٹ ذیل میں درج ہے۔

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT-BRD
DE 41 5001 0060 0244 0236 04
BIC: PBNKDEFFXXX

ممبر شپ کے لئے جماعتی رسید بک پر T MF۔اور وظیفہ کے لئے TSF. کی مد میں رقم جمع کروائی جائے

حمید احمد چوہدری

سرپرست

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

ارشادِ باری تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا

Blessed is He Who has made mansions in the heaven and has placed therein a Lamp and a Moon giving light.

بس ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس نے آسمان میں بُرج بنائے اور اس (آسمان) میں ایک روشن چراغ (یعنی سورج) اور ایک چمکتا ہوا چاند بنایا۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ خِلۡفَۃً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا

And He it is Who has made the night and the day, each following the other, for him who desires to remember, or desires to be grateful.

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا اُس کے لئے جو چاہے کہ نصیحت حاصل کرے یا شکر کرنا چاہے۔

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا

And the servants of the Gracious God are those who walk on the earth in a dignified manner, and when the ignorant address them, they say, 'Peace!'

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں "سلام"۔

وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا

And who spend the night before their Lord, prostrate and standing,

اور وہ لوگ جو اپنے ربّ کے لئے راتیں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔

وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا

And who say, 'Our Lord, avert from us the punishment of Hell; for the punishment thereof is a lasting torment.

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

اِنَّہَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا

It is indeed evil as a place of rest and as an abode;

یقیناً وہ عارضی ٹھکانے کے طور پر بھی بہت بُری ہے اور مستقل ٹھکانے کے طور پر بھی۔

وَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَ کَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا

And those who, when they spend, are neither extravagant nor niggardly but moderate between the two;

اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو اِسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال ہوتا ہے۔(الفرقان۔ 62 تا 68)

حدیث نبوی ﷺ

عَنۡ سَعۡدِ بۡنِ اَبِیۡ وَقَاصٍ ۔ قَالَ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ یَعُوۡدُنِیۡ وَ اَنَا بِمَکَّۃَ فَقَالَ۔ اِنَّکَ اَنۡ تَذَرَ وَرَثَکَ اَغۡنِیَاءَ خَیۡرٌ مِنۡ اَنۡ تَذَرَہُمۡ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوۡنَ النَّاسَ۔

(بخاری ۔ چالیس جواہر پارے ۔37)

سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مکّہ میں بیمار ہوا اور رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ اگر تم اپنے پیچھے اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں ایسی حالت میں چھوڑو کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ نے 1882ء میں دعویٰ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی غلامی اور اتباع میں مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اور میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو اسلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ اور قرآن کریم کی طرف بلایا جائے۔ چنانچہ آپ بڑے جلال کے ساتھ اور پر حکمت انداز میں کل عالم کو دین محمدی ﷺ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اور اسلام کے دوبارہ غلبہ کا نیا دور شروع فرمایا۔ آپ کے ارشادات سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

دارالنّجات کا دروازہ

یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے تا کہ یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ (حجۃ الاسلام صفحہ 12)

سچا مذہب

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ (تریاق القلوب، صفحہ 13)

سورۃ الشعراء کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

اگر غور سے کام لیا جائے تو جب سے دنیا کا آغاز ہوا ہے ہمیشہ دو قسم کی حکومتیں پائی جاتی رہی ہیں۔ ایک عقل اور سمجھ سے کام لینے والی اور دوسری زور اور طاقت سے کام لینے والی۔۔ آجکل جو حکومت عقل اور سمجھ سے کام لے اس کو جمہوریت کہتے ہیں۔ اور جو حکومت زور اور تشدّد اور طاقت سے کام لے اسکوڈکٹیٹر شپ کہتے ہیں۔۔۔ دنیا میں ایک طبقہ ایسا چلا آیا ہے جو ہمیشہ حق و انصاف کا قائل ہوتا ہے۔ اور دوسرا اپنے زور اور طاقت پر فخر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بہر حال ہم نے اپنی مرضی پوری کرنی ہے۔ اگر لوگ ہماری مرضی کے مطابق نہیں چلیں گے تو ہم حکومت جتھہ اور طاقت سے دوسروں کو سیدھا کر دیں گے۔ اور اپنی مرضی چلائیں گے۔۔۔ فرعون نے بھی اسی گھمنڈ میں شہر بشہر اپنے ڈھنڈورچی بھیجے اور ان سے کہا کہ جاؤ اور لوگوں کو یہ کہہ کر اشتعال دلاؤ کہ بنی اسرائیل ایک حقیر سی جماعت ہیں ہمیں اشتعال دلا رہے ہیں۔ حالانکہ ہم ایک زبردست اکثریت ہیں۔۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو سختی سے کچل دیں اور ان پر ترقی کے تمام دروازے بند کر دیں۔

ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

جان سے پیارے احباب جماعت! اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اچانک وصال پر ایک زلزلہ تھا جس نے سب احباب جماعت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہماری آنکھیں اشکبار اور دل غمگین اور محزون ہیں مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر پر سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ ہمارے دل کی آواز اور ہماری روح کی پکار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ہی ہے۔ ہم سب خدا کی امانتیں ہیں اور اس کی طرف سے آنے والے اس بھاری امتحان کو قبول کرتے ہیں۔

ہمارا ربّ کتنا پیارا ہے جس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور اس عظیم مقصد کو مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا جو دائمی اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلنے والی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305،306)

یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرت ثانیہ کو جاری فرما دیا۔ پس دعائیں کرتے ہوئے آپ میری مدد کریں کیونکہ ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا“۔

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(لندن۔ ۱۱ر مئی ۲۰۰۳ء)

پیغامِ صدر

عزیز برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ گزشتہ سہ ماہی میں ٹکوسا کی سرگرمیوں میں مفید اضافہ ہوا۔ جرمنی میں کچھ مقامات پر تنظیمی کام کو بہتر کرنے کے لئے دور دراز علاقوں میں کام نمائیندگان کے سپرد کیا۔ جس کے نتیجہ میں تجنید میں اضافہ کے علاوہ طلبا فنڈ کے لئے بھی بہت سے نئے معطی حضرات کا اضافہ ہوا۔ علاوہ ازیں جرمنی کے علاوہ یورپ کے قریبی ممالک سے بھی سابق طلبا جذبہ کے ساتھ ہمارے طلبا فنڈ میں حصّہ لینے لگے ہیں۔ مکرم آفاق احمد باجوہ صاحب برلن۔ مکرم بشیر الدین صاحب از کیل۔ مکرم اعزاز رسول صاحب از ہمبرگ۔ شمالی جرمنی میں مکرم چوہدری منیر احمد صاحب آف ہوزم ٹکوسا کے لئے بڑے جذبہ سے کام کر رہے ہیں اور اپنے علاقہ میں کئی بھائیوں کو ممبر بنا چکے ہیں۔ ان کے لئے خصوصی دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت ڈالے۔ آمین

بھائیوں کی اکثریت اب اپنی مالی قربانی کے لئے جماعتی رسید بکس پر ادائیگی کی سہولت سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اسی طرح جن احباب کے لئے فاصلہ کی مجبوری ہے وہ جماعتی اکاؤنٹ میں آن لائین بھی ادا کر سکتے ہیں۔۔ اللہ تعالیٰ نمائیندگان کی مساعی میں برکت ڈالے اور قربانی کرنے والے بھائیوں کو نیک اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

اگرچہ کرونا کی وجہ سے ہماری سرگرمیاں کچھ متاثر تو ہوئی ہیں لیکن قانون کی حدود میں رہتے ہوئے چند ایک پروگرام ہوئے جن کی رپورٹس اس رسالہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ ان کی کامیابی میں بھائیوں کے مشفقانہ تعاون کا بھی بڑا دخل ہے۔ اور اسی طرح ٹکوسا کی مجلس عاملہ کے اراکین بھی شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں جو ہر وقت تعاون پر آمادہ رہتے ہیں۔ سالِ رواں میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جنوری میں آٹھ لاکھ دس ہزار دو سو روپے اور اگست میں نو لاکھ پچاس ہزار جرمنی سے اور پچاس ہزار روپے پاکستان میں چیک کے ذریعہ ادا کیئے گئے۔ اس طرح ابتک اٹھارہ لاکھ سے زائد ادائیگی ہو چکی ہے۔ اگلی قسط ان شاء اللہ دسمبر میں روانہ کی جائیگی اور اُمید ہے آپ بھائیوں کے تعاون سے ملین سے زائد رقم ہو گی۔ اسی طرح افریقہ کے پروجیکٹ کے لئے تین ہزار نو سو یورو کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں ان پروگراموں میں نئی نسل کو شامل کر کے ان روایات سے آگاہ کرنا ہے جو تعلیم الاسلام کالج کا طرۂ امتیاز تھیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ سابق طلبہ اپنے بچوں کو بھی ٹکوسا سے روشناس کروا رہے ہیں اور وہ بھی مالی قربانی میں اپنا حصّہ ڈالنے لگے ہیں۔

ٹکوسا جرمنی کے سرپرست اور تعلیم الاسلام کالج کے استاد محترم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب پچھلے دنوں بیمار رہے ہیں اور انہیں علاج کی غرض سے بار بار ہسپتال جانا پڑا۔ اب بہتر ہیں اور ہم سب کی مخلصانہ دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔ مکرمان منیر احمد باجوہ اور محمد کو لمبس خاں صاحبان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جو رضاکارانہ طور پر ٹکوسا جرمنی کی بہتری کے لئے بے لوث خدمت کے لئے پیش پیش رہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالی بنصرہِ العزیز کی اجازت اور منظوری سے ٹکوسا جرمنی کی عاملہ (علاوہ صدر) کے اگلے انتخابات اور انکے طریقہ کار کا بھی جلد اعلان کر دیا جائے گا۔

اس سال کا چندہ ممبر شپ اگر کسی دوست نے ابھی تک ادا نہیں کیا تو وہ جلد ادا کر دیں تا کہ فہرستیں تیار کرتے وقت کوئی نام درج کرنے سے نہ رہ جائے۔

ٹکوسا کے پروگرامز کے لئے اگر آپ کے ذہن میں کوئی تجویز آئے تو اس سے خاکسار کو آگاہ فرمائیں۔ ہم سب نے اس کام کو مل جُل کر سرانجام دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کی خامیوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے آپ بھائیوں کے عملی اور دعاؤں کے ذریعہ تعاون سے ٹکوسا جرمنی کو محض للہ خدمت انجام دینے کی توفیق دے اور اپنے محبوب آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کا موجب بنائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

آپ کی دعاؤں کا محتاج

خاکسار عبد الغفور ڈوگر

صدر۔ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی۔

کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

نشاں ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں — ہمارے دین کا قصوں پہ ہی مدار نہیں
وہ دِل نہیں جو جدائی میں بے قرار نہیں — نہیں وہ آنکھ جو فرقت میں اشکبار نہیں
وہ ہم کہ فکر میں دیں کے ہمیں قرار نہیں — وہ تم کہ دینِ محمدؐ سے کچھ بھی پیار نہیں
وہ لوگ درگہِ عالی میں جن کو بار نہیں — انہیں فریب و دغا، مکر سے بھی عار نہیں
ہے خوف مجھ کو بہت اس کی طبعِ نازک سے — نہیں ہے یہ کہ مجھے آرزوئے یار نہیں
تڑپ رہی ہے مری روح جسمِ خاکی میں — ترے سوا مجھے اِک دم بھی اب قرار نہیں
نہ طعنہ زن ہو مری بے خودی پہ اے ناصح — مَیں کیا کہوں کہ مرا اِس میں اختیار نہیں
مثالِ آئینہ ہے دل کہ یار کا گھر ہے — مجھے کسی سے بھی اس دہر میں غبار نہیں
جو دل میں آئے سو کہہ لو کہ اس میں بھی ہے لطف — خدا کے علم میں گر ہم ذلیل و خوار نہیں
ہوا وہ پاک جو قدوس کا ہوا شیدا — پلید ہے جسے حاصل یہ افتخار نہیں
وہ ہم کہ عشق میں پاتے ہیں لطفِ یکتائی — ہمارا دوست نہیں کوئی غمگسار نہیں
چڑھے ہیں سینکڑوں ہی سولیوں پہ ہم منصور — ہمارے عشق کا اک دار پر مدار نہیں
یونہی کہو نہ ہمیں لوگو! کافر و مرتد — ہمارے دل کی خبر تم پہ آشکار نہیں
امامِ وقت کا لوگو کرو نہ تم انکار — جو جھوٹے ہوتے ہیں وہ پاتے اقتدار نہیں
دل و جگر کے پرخچے اڑے ہوئے ہیں یاں — اگرچہ دیکھنے میں اپنا حالِ زار نہیں
جگا رہے ہیں مسیحا کبھی سے دنیا کو — مگر غضب ہے کہ ہوتی وہ ہوشیار نہیں
مقابلہ میں مسیحِ زماں کے جو آئے — وہ لوگ وہ ہیں جنہیں حق سے کچھ بھی پیار نہیں
کلامِ پاک بھی موجود ہے اِسے پڑھ لے — ہمارا تجھ کو جو اے قوم اعتبار نہیں
کبھی تو دل پہ بھی جا کر اثر کرے گی بات — سنائے جائیں گے ہم، تم کہو ہزار "نہیں"
کروڑ جاں ہو تو کر دوں فدا محمدؐ پر — کہ اس کے لطف و عنایات کا شمار نہیں

اخبار بدر جلد 6۔ 7 اکتوبر 1907ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

امام جماعت احمدیہ

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ

Z-24-08-2020

مکرم عبد الغفور ڈوگر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کی طرف سے صدر انجمن ربوہ کو بھجوائی گئی رقوم کے بارہ میں آپ کی رپورٹ محررہ 18 اگست موصول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب ممبران کے اموال ونفوس میں برکت دے اور ہمیشہ انہیں اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

تم کیا جانو الفت میں کیا رنج اٹھانے پڑتے ہیں
جو راز چھپانے ہوتے ہیں وہ راز بتانے پڑتے ہیں

ایسی بھی مصیبت آتی ہے اس دل کی لگی کے ہاتھوں سے
اپنوں کے علاوہ غیروں کے احسان اٹھانے پڑتے ہیں

تم پھول کھویا داغ انہیں لیکن یہ حقیقت ظاہر ہے
وہ زخم ہرے ہو جاتے ہیں جو زخم دکھانے پڑتے ہیں

فرقت کی سحر تو ہوتی ہے پر رات کے جانے جانے تک
اشکوں کے ستارے آنکھوں سے رہ رہ کے گرانے پڑتے ہیں

یہ جانِ وفا یہ راحتِ جاں تو عام جنوں کے عنواں ہیں
کچھ نام تمہارے وہ بھی ہیں جو لکھ کے مٹانے پڑتے ہیں

آدابِ محبت کی خاطر اس بزمِ جہاں میں اے مصلحؔ
ایسے بھی بہت سے گیت ہیں جو آنکھوں سے سنانے پڑتے ہیں

(مصلح الدین راجیکی مرحوم)

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے محسنین و معاونین جو ہماری خاص دعاؤں کے مستحق ہیں

	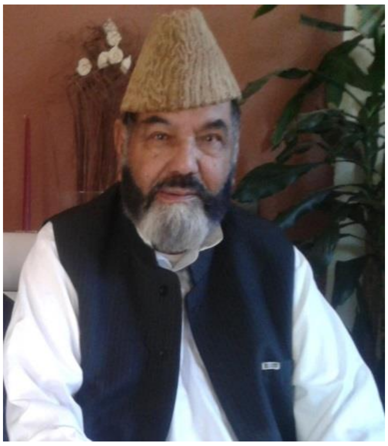	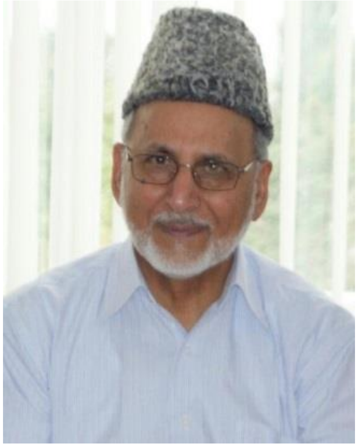
Dr. Muzaffar Ahmad	Late Ch. Abdul Aziz Dogar	Dr Magmood Ahmad Tahir
	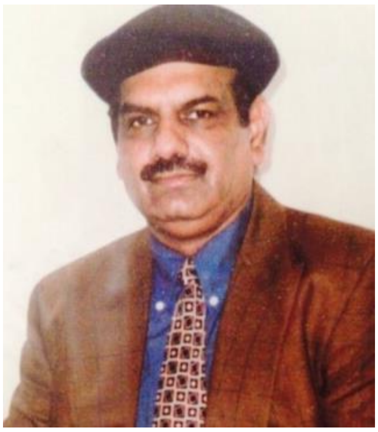	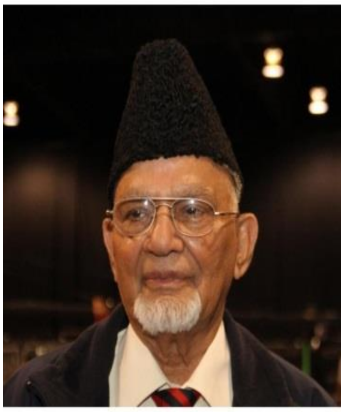
Mr Tahir Akhtar	Abdul Ghafoor Dogar	Dr.Syed Muhammad Khairul Bashar
Syed Mohammad Ahmad Gardezi	Late Maulana Fazal Alahi Anwari	Chaudhry Nasir Ahmad
Late Imam Bashir Ahmad Rafiq	Maulan Haider Ali Zafar	

		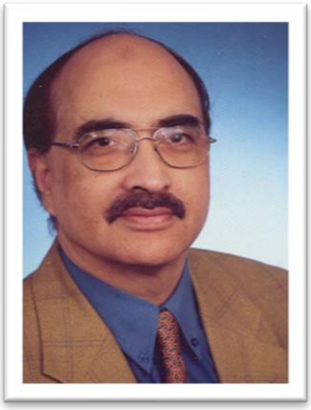
Ch. Farooq Ahmad	**Abdul Shakoor Bhatt**	**Dr. Naeem Ahmad Tahir**
Zaheer Ahmad	**Tariq Mahmood**	**Raja Abdul Rashid Javed**
Mushtaq Chhathah	**Ikramullah Ranjha**	
		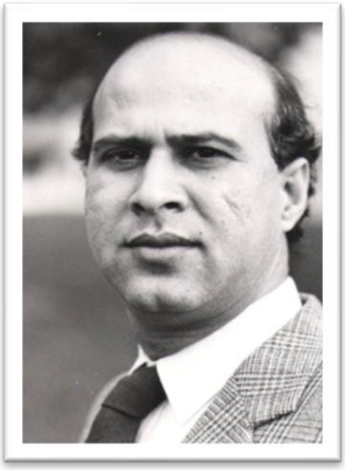
Syed Ilyas Bashir Ahmad	**Prof. Hamid Ahmad Chaudhry**	**Ch. Naseer Ahmad**

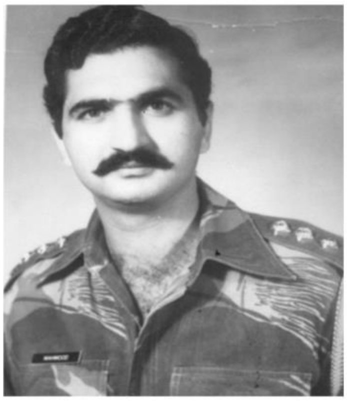	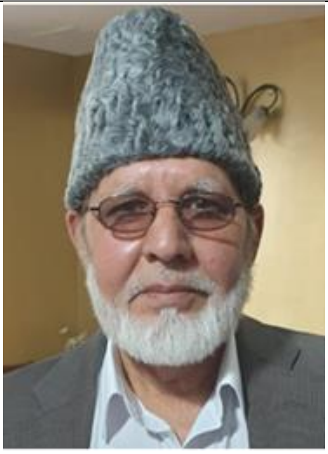	
Mahmood Ahmad Jehlami	**Daud Ahmad Cheema**	**Sheikh Mansoor Ahmad**
		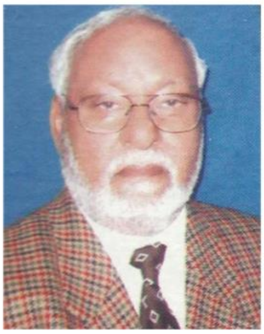
Saeed Ahmad Naz	**Ch. Habibullah Tariq**	**Major Abdul Waheed Zafar Rana**
Syed Iftikhar Ahmad	**Abdul Hannan Dogar**	**Razauddin Ahmed**
Danial Wadood	**Ata ul Jabbar**	**Ghulam Mustafa Wadood**

Mohammad Amin Khalid		Ch. Maqbool Elahi	**Hafeez ur Rehman Anwar**

Noor ahmad Qammar

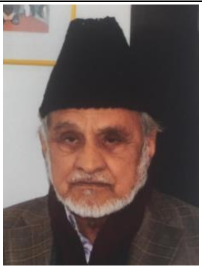
Hameed Ahmad Khalid

Mohammad Akhte

Mohammad Siddique Dogar

Qaiser Jamal

Ch. Naseer Ahmad

Shakeel Ahmad

Fazal ur Rehman Anwar

Afaq Bajwa Sahib Member Ticosa Berlin

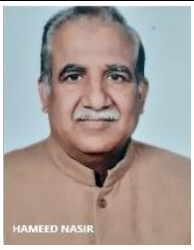

Rizwan Latif

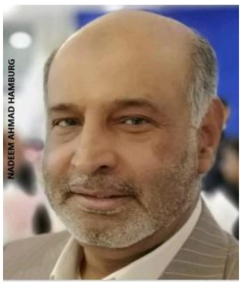

"میری تقریر کا پہلا حصّہ تو تاریخی اور واقعاتی تھا جس کے بعض حصّوں سے بعض عرب مندوبین بھی ناواقف تھے۔ جب میں نے تقسیم کے منصوبے کا تجزیہ شروع کیا اور اس کے ہر حصّہ کی ناانصافی کی وضاحت کرنی شروع کی تو عرب نمائندگان نے توجہ سے سننا شروع کیا۔ تقریر کے اختتام پر ان کے چہرے خوشی اور طمانیت سے چمک رہے تھے۔ اس کے بعد اس معاملہ میں عرب موقف کا دفاع زیادہ تر پاکستان کا فرض قرار دیدیا گیا"۔ تحدیث نعمت۔ 521

M. Hanif Tamana	Ch.Manuwer Ahmad Bajwah Member Ticosa	Ch.Fahim Uddin Sahib Member Ticosa Hamburg	
		چوہدری مقصود باجوہ صاحب ممبر Ticosa	Mubasher Lahori
		Chaudhry Nasir Ahmad	
	Tariq Gulfam Malik		
Rafiq ur Rehman Anwar		Atta-Ul -Munnam Razzaq	Chaudhry Abdul Razzaq Doger
Mubarak Ahmad	Shoaib Ahmad Doger Holland	Suhaiob Ahmad Doger	**Mahmood Ahmad Nasir**
Yahya Ilyas	Sheikh Naweed	Son of Haroon Chaudhry	**Haroon Chaudhry**

Maqsood Ahmad

Shahid Kaleem

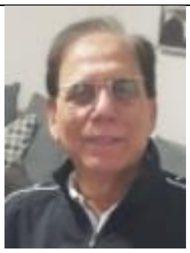
Mir Zahoor ud Din

Mubashar Ahmad Zafar Baloch

دعا ہوئی مستجاب اپنی نہ ہی عبادت تو کیا کروں گا
اے شافعِ حشر آپ نے بھی نہ کی شفاعت تو کیا کروں گا

مبادا ٹھہری جو حبطِ اعمال میری نیّت تو کیا کروں گا
نہ میرے کام آئی عمر بھر کی مری ریاضت تو کیا کروں گا

مرے گناہوں کو ڈھانپ رکھنا ردائے رحمت سے روزِ محشر
اگر اُٹھانا پڑی خدایا مجھے ندامت تو کیا کروں گا

یہ عزتیں شہرتیں یہ دولت، تری عطا ہیں ترا کرم ہیں
جو کھینچ لی میرے سر سے تو نے ردائے رحمت تو کیا کروں گا

حضورِ یزدانی کروں گا مدح و ثنا تمنّاؔ یہ سوچتا ہوں
یہ کام گر واں ہوئی سماجت نہ ہی لجاجت تو کیا کروں گا

(محمد حنیف تمنّاؔ)

بارِ گنہ بلا ہے مرے سر سے ٹال دو ۔ جس رہ سے تم ملو مجھے اس رہ پہ ڈال

بانٹتی ہے جب سجا کر شمع پروانوں میں خواب
رقص کرتے ہیں سرائے سب کے مہمانوں کے خوب

لوگ جاتے ہیں ڈبونے جتنے مے خوانوں میں خواب
چشمِ ساقی سے مچل اٹھتے ہیں پیمانوں میں خواب

قریہ قریہ بات کرتے ہیں جو فرزانوں کے ساتھ
کوچہ کوچہ بانٹتے پھرتے ہیں دیوانوں میں خواب

جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں عقیدت کا ثمر
اُن کی خاطر لے کے جاتے ہیں جو نذرانوں میں خواب

غنچۂ دل میں چبھو کر نشترِ خارِ جنوں
رَت جگے ایسے جگا رکھتے ہیں زندانوں میں خواب

لے گیا ہے کون مری ذات کی تنہائیاں
اُن کو میں نے گن لیا ہے اُس کے احسانوں میں خواب

وقتِ رخصت دے گیا تھا کوئی بہلاوے مجھے
اُن کو میں نے گن لیا ہے اُس کے احسانوں میں خواب

لے کے جائے گا کہاں یوسفؔ تخیّل کا گماں
حشر کیا برپا کریں گے سوختہ جانوں میں خواب

المنار جرمنی کے قارئین کی رائے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم جناب چوہدری عبدلغفور ڈوگر صاحب و مدیر اعلیٰ المنار جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

رسالہ المنار ماہ جولائی، اگست، ستمبر موصول ہوا جسے پڑھ کر بہت اچھا لگا بہت خوبصورت ڈیزائن بہت اعلیٰ مضامین بہت شاندار غزلیں اور تصاویر اسی طرح جاعتی اقتباسات۔غرض کہ ہر لحاظ سے یہ رسالہ بہت اچھا ہے علم میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس رسالے کی ساری ٹیم کو جزاء دے جنہوں نے خوب محنت کی ہے۔

والسلام

محمد امین خالد ہمبرگ جرمنی 8جولائی2020

برادرم چوہدری کولمبس خان صاحب

المنار کا نیا شمارہ رات کو ہی مل گیا تھا رات ایک بجے تک جب تک مکمل نہیں ہوا نیند نہیں آئی بہت محنت سے تیاری کی گئی ہے ترقی کی طرف سفر جاری ہے دعا گو ہوں اللہ تعالی اس خدمت کو قبول فرمائے۔مضامین بھی اچھے ہیں میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔جزاک اللہ

عبدالغفور ڈوگر

5جولائی2020

ماشاءاللہ

المنار بہت خوبصورت تصاویر اور مضامین اور نظموں پر مشتمل رسالہ ہے اللہ تعالی مزید ترقیات سے ہمکنار کرئے آمین۔

فلاح الدین خان فرنکفرٹ 5جولائی2020

-

ماشاءاللہ

بہت خوشی ہوئی ہے زبردست۔امید ہے آئندہ بھی بھجواتے رہیں گے۔اللہ تعالی آپ سب کے ساتھ ہو آمین

شیخ اسلام الدین صاحب

7جولائی2020

-

Mashaallah, very nice Khan Sb
Specially bakes sb's very touching memories and your islamiche Deutschland, one day it will be a reality inshaallah
ملک امتیاز حسین صاحب۔یوکے۔8جولائی2020

To
Saddar Sahib TICOSA
Salaam
Alhamdo-Lillah Aala Zalik. You put togather a very fine and enjoyable Al-Manar. I appriciate all the work and effort you and your editorial board put into this publication. I love Al-Manar from the bottom of my heart and it takes me back to my .beautiful old days and many pleasent memories all the time
In addition to, Tahir Majeed poetry, very well executed, used powerful concept and is inspiration to me. He writes and speaks with his heart always and that is something I love. He is an amazing poet. However, congratulation to all. Keep on .doing the good work. Again, Thank You
2020 جولائی 5 (Malik Mashe ud din)

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کی خوشگوار یادیں1962-1966

(انجینئر محمود مجیب اصغر)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد مملکت خداداد میں پروفیشنل کالجز اور یونیورسٹیاں بھی قائم ہو گئیں اور مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس خاندان کے بچوں کو بھی nominal tuition fee کے ساتھ پڑھنے کے مواقع میّسر آگئے ورنہ پہلے رؤساء کے بچے یورپ اور امریکہ جا کر پڑھتے تھے اور متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کو پروفیشنل انسٹی ٹیوشنز میں بہت کم داخلے ملتے تھے

ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور 1960 میں معرض وجود میں آئی۔اس سے قبل جب یہ کالج تھا تو پنجاب یونیورسٹی میں شامل تھا اور ڈگری کورس تین سال کا تھا یونیورسٹی بننے کے بعد انجینئرنگ کا ڈگری کورس 4 سال کا ہو گیا اور دنیا کی 60 سے زیادہ یونیورسٹیوں نے recognise کر لیا۔ہمارا داخلہ 1962ء میں ہوا داخلے کے لئے میرٹ لسٹ 100 نمبر کے aptitude test کے نمبر ملا کر بنائی گئی اس وقت۔highest merit سول انجینیرنگ کا ہوتا تھا اس کے بعد الیکٹریکل، مکینیکل، مائیننگ اور پھر نئی برانچ کیمیکل انجینئرنگ کا میرٹ تھا ۔

احمدی طلباءِ

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس وقت کے پرنسپل حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی سرپرستی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہم ٹی آئی کالج کے سات طلباء (محمود سلطان باجوہ، ملک لال خان، محمود مجیب اصغر، عبد السلام ارشد، بشیر احمد خان طارق، کریم احمد طاہر اور افضل مبشر) کو انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ مل گیا اس لئے ہمیں کسی قسم کی اجنبیّت محسوس نہیں ہوئی۔ لاہور سے ملک طاہر احمد، حیدر آباد سے ظفر احمد تالپور، میانوالی سے شاہد احمد نیازی، راولپنڈی سے صفی اللہ بھی ہمارے ساتھ ہی داخل ہوئے ۔اسی سال آر کیٹیکچر کا 5 سالہ ڈگری کورس بھی شروع ہوا اور محمود حسین صاحب بھی ہمارے کلاس فیلو بن گئے اسی طرح ایوب ظہیر صاحب بھی ہمارے کلاس فیلو تھے۔ 16

لاہور کے ایک درویش صفت احمدی بزرگ جو ریلوے میں فورمین تھے (مکرم خواجہ محمد اکرم صاحب) نے ہمارے داخلے کی خوشی میں ہم احمدی طلباء کو اپنے گھر محمد نگر ٹی پارٹی پر بلایا جس میں ہم ٹی آئی کالج سے آئے ہوئے تقریبا سب کلاس فیلو اور دوسری جگہوں سے آئے ہوئے چند کلاس فیلوز نے شرکت کی۔اس سادہ تقریب میں خواجہ صاحب نے ہماری کامیابی اور روشن مستقبل کے لئے دعا بھی کروائی بعد میں بھی کئی جگہوں پر ان سے رابطہ رہا ان کا یہ احسان ہمیشہ یاد رہتا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء

عمرہال (ہوسٹل) میں ربوہ ہاؤس:

ہم میں سے جن طلباء کو عمرہال میں ہوسٹل کی سہولت ملی ان میں سے چار کو اکٹھے 32 عمرہال میں جگہ مل گئی اس وقت کے رواج کے مطابق اس کمرے کے باہر ربوہ ہاؤس چاک سے لکھ دیا گیا اور اس کمرے میں با قاعدہ باجماعت نمازیں پڑھی جانے لگیں اس میں ہمارے کلاس فیلو ملک لال خان صاحب کا بہت رول تھا جو بعد میں آکر ہم سب سے روحانیت میں آگے نکل گئے

موصوف میٹرک میں پنجاب بورڈ میں تیسری پوزیشن لے کر ایف ایس سی میں غیر احمدی طالب علم کے طور پر ٹی آئی کالج ربوہ میں داخل ہوئے تھے اور ایف ایس سی کر کے جب کالج سے فارغ ہوئے تو مخلص احمدی بن چکے تھے ان کی بیعت 1962ء کی ہے۔ان کی ذات کو تو جو فائدہ پہنچا وہ تو ظاہر ہے لیکن ہمیں پرانے پیدائشی احمدیوں کو ان کی ذات سے یہ فائدہ پہنچا کہ ہم ہوسٹل میں با قاعدہ باجماعت نمازیں پڑھنے لگے موصوف میں نیا نیا احمدیت کا جوش و جذبہ تھا اس لئے انہوں نے ہمیں خوب قابو کر کے رکھا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

جماعت احمدیہ لاہور اور ذیلی تنظیموں سے وابستگی:

جمعہ ہم دارلذکر گڑھی شاہو میں پڑھتے تھے اور جلد ہی ہم جماعت کے نظام اور اسی طرح خدام الاحمدیہ کی تنظیم اور احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن میں بھی متحرک ہو گئے۔اس وقت امیر ضلع لاہور چوہدری اسد اللہ خان صاحب تھے ان کے خطبات جمعہ بڑے ولولہ انگیز اور دلوں پر اثر کرنے والے ہوتے تھے۔مجھے یاد ہے اس وقت

قائد خدام الاحمدیہ سید حضرت اللہ پاشا تھے ان دنوں انہیں ٹانگ میں فریکچر ہو گیا تھا خدام باری باری میو ہسپتال میں ان کی ڈیوٹی دیتے تھے مجھے بھی دوراتیں ان کی خدمت کا موقع ملا۔ ایک ڈیڑھ سال کے بعد شیخ ریاض محمود صاحب قائد بن گئے اور ان کا اکثر ہمارے ہوسٹل میں آنا جانا ہو گیا۔ تعلیمی سرگرمیاں تو اپنی جگہ تھیں لیکن جماعتی سرگرمیوں میں بھی ہم پوری طرح شامل ہوتے تھے

عالمی عدالت انصاف کی تعطیلات میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب عموماً جب لاہور میں ہوتے تو ان کے خطابات کا انتظام وائی ایم سی اے ہال یا بی این آر آڈیٹوریم میں رکھا جاتا تھا سال میں ایک دو دفعہ ان کے پبلک لیکچرز اور خطبات جمعہ سے ہم بھی مستفیض ہوتے رہے ۔ ایک بار دار لذکر میں جمعہ کی نماز کے بعد ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے بھی احمدیہ انٹر کالجئیٹ ایسوسی ایشن کو خطاب فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ عمر ہال میں پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب اور عطاء المجیب راشد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ آخری دو سال ہم علی مردان، خالد اور طارق ہال میں شفٹ ہو گئے تھے اور کیوبیکلز میں رہتے تھے

پنجاب یونیورسٹی سے بھی بعض ٹی آئی کالج کے سابق طلباء جیسے چوہدری رشید احمد جاوید اور ملک مسعود اختر وغیرہ آتے رہتے تھے

ہمارے ساتھ بعض عرب طلباء بھی پڑھتے تھے ان میں سے میرے ایک دوست صلاح الدین ابراہیم مصطفیٰ اود تھے جو کہ اردن کے رہنے والے تھے وہ کہتے تھے کہ آپ کی جماعت اس وقت ترقی کرے گی جب عرب آپ کے ساتھ مل جائیں گے جب ایم ٹی اے العربیہ شروع ہوا تو وہ مجھے خواب میں ملے بہت خوش تھے عربی سٹائل میں مجھے مل رہے تھے۔ عربک ڈیسک کے ذریعے ان کا میں نے پتہ کروایا۔ وہ تو فوت ہو چکے ہیں لیکن ان کے بچوں سے رابطہ ہو گیا ہے تمیم ابو دقہ صاحب میرے حوالے سے انہیں مل چکے ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وصال اور خلافت ثالثہ کا آغاز:

حضرت مصلح موعود کی آخری بیماری میں مرکز کی تحریک پر ہم عموماً سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھتے تھے شام کو دو حاضریاں لگا کر mess سے ایک کھانا کمرے میں رکھ لیتے تھے اور سحری کے وقت ہیٹر پر گرم کر کے سحری کھا لیتے تھے۔ حضرت مصلح موعود کی وفات 7 اور 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب کو ہوئی تھی ہم میں سے اکثر طلباء 8 نومبر 1965ء سوموار کے روز ربوہ پہنچ گئے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خلافت کی بیعت عام میں شامل ہوئے تھے اور اگلے روز حضرت مصلح موعود کے جنازے میں بھی شامل ہوئے تھے

اپنی خلافت کے آغاز پر ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث لاہور تشریف لائے اور ہم نے آپ سے پام ویو میں انفرادی ملاقات کر کے برکت حاصل کی 1966ء میں ہماری (انجینئرنگ یونیورسٹی کے احمدی طلباء کی) الوداعی تقریب ہوئی جس میں میر مشتاق احمد صاحب ڈائریکٹر اریگیشن ریسرچ چیف گیسٹ کے طور پر شامل ہوئے اور جماعت کی نمائندگی میں شیخ ریاض محمود صاحب قائد ضلع لاہور شامل ہوئے ایک گروپ فوٹو بھی ہوا تھا جو میرے پاس محفوظ ہے اور اس مضمون کے ساتھ ای میل کیا جا رہا ہے.

انجینئرنگ یونیورسٹی میں قیام کے دوران ہی اس عاجز کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی تھی یہ ایک طرح کی روحانی انشورنس تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے زندگی بھر بڑے بڑے حادثات سے بچایا۔ سول انجینئرنگ کی ڈگری کے لئے ایک ماہ کا سروے کیمپ attend کرنا لازمی ہوتا ہے جو عموماً سوات میں ہوتا تھا ۔ سروے کیمپ کے دوران بحرین میں جہاں دریائے سوات کی دو شاخیں ملتی ہیں اور عموماً ہر سال تفریحی ٹرپ کے دوران بعض طالب علم ڈوب جاتے ہیں یہ عاجز ڈوبتے ڈوبتے معجزانہ طور پر بچ گیا الحمد للہ ثم الحمد للہ

ملک طاہر احمد صاحب:

ہمارے کلاس فیلوز میں سے تعلیمی معیار ملک طاہر احمد صاحب کا سب سے نمایاں تھا وہ چاروں سال خدا کے فضل سے اول آتے رہے کانووکیشن پر گورنر جنرل موسیٰ خان سے ان کو 6 میڈل ملے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 30 ستمبر 1966ء کو ان کے اول آنے کے انعام کے طور پر دار لذکر گڑھی شاہو لاہور میں ان کا نکاح پڑھا تھا یہ عاجز بھی اس جمعہ پر حاضر تھا ۔

عملی زندگی:

ہمارے کئی کلاس فیلوز کو اپنے پروفیشن کے علاوہ مقدور بھر خدمت دین کی توفیق ملتی رہی ہے۔ ملک لال خان صاحب پاکستان میں ہری پور ہزارہ کے امیر ضلع رہ چکے ہیں اب کینیڈا کے نیشنل امیر کے طور پر غیر معمولی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں ۔ ملک طاہر احمد صاحب لاہور کے امیر ضلع ہیں۔ یہ عاجز اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو اضلاع۔ مظفر گڑھ اور اٹک کیمپبلپور کا یکے بعد دیگرے امیر رہ چکا ہے اور خلافت خامسہ کے انتخاب میں بھی شامل ہوا تھا یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کیونکہ اپنے کلاس فیلوز میں سے یہ اعزاز صرف اس عاجز کو ملا۔ مکرم کریم احمد طاہر صاحب لیبیا میں نیشنل صدر، عبد السلام ارشد صاحب لاہور میں طاہر ملک صاحب کے ساتھ جنرل سیکرٹری اور بشیر احمد طارق صاحب کراچی میں قائد ضلع اور کئی ممتاز جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پاتے رہے ہیں میجر بشیر طارق کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہجرت کے وقت زرتشت منیر صاحب کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بطور خاص خدمت کی توفیق ملی حضورؒ انہی کی کار میں ائرپورٹ پر جہاز تک تشریف لے گئے تھے ۔ ہمارے باقی کلاس فیلوز کو بھی مقدور بھر خدمت کی توفیق ملی آر کیٹکچر کے میدان میں ڈاکٹر محمود حسین صاحب کو مسجد اقصی ربوہ میں سینئر آرکیٹکٹ عبد الرشید صاحب کو assist کرنے کا موقع ملا اور پھر independently دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن، خلافت لائبریری اور کئی پراجیکٹس پر خدمت کا موقع ملا۔ اسی طرح ہمیں IAAAE کے 1980ء میں قیام کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ اور پھر یوکے پر رواں ترجمانی کے نظام میں خدمت کی توفیق ملتی رہی ہے ۔ اس سلسلہ میں 2 اگست 2019ء کے الحکم لندن میں ایک تفصیلی مضمون آگیا ہے:

The Pentecost at Jalsa Salana – A brief history of simultaneous translations.

اس کے pioneer members میں سے انجینئر منیر احمد فرخ صاحب کے علاوہ باقی تین ممبرز ہم کلاس فیلوز بالترتیب ایوب احمد ظہیر، محمود مجیب اصغر اور ملک لال خان کے نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر خدمات کو اپنے فضل سے قبول فرمائے اور نسلاً بعد نسل خلافت کے سائے میں رہ کر خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور انجام بخیر کرے۔ آمین.

Sitting L to R :— Masood Ahmed (Zaeem), Bashir Ahmed Tariq, Mahmood Mujeeb Asghar, Karim Ahmed Tahir, (President) Shahid Ahmed Niazi, Sh. Riaz Mahmood Sahib, (Quaid) Dr. Mir Mushtaq Ahmed Sahib, (Director Irrigation Research Institute) Malik Lal Khan (President Central) Safi Ullah Khan, Abdus Salam Arshad, Tahir Ahmed Malik, Zafar Ahmed Talpur.

Standing 1st Row. Masood Ahmed, Shaheen Saif Ullah, Ijaz Ahmed Malik, Waseem Ahmed, Muzaffar Ahmed Mirza, Ata Ullah, Maqbool Ilahi, Naseem Ahmed, Mahmood Hussain, Mohammad Masood Iqbal, Malik Masood Ahmed, Mahmood Ahmed Shams, Naseem Ahmed, Naeem Ahmed.

2nd Row. Naeem-ur-Rehman Dard, Sultan Ahmed [illegible]-ud-Din, Abdul Basit, Javed Ahmed Malik, Mobashar Ahmed, Nusrat Ilahi.

Photo : Zafar Ahmad

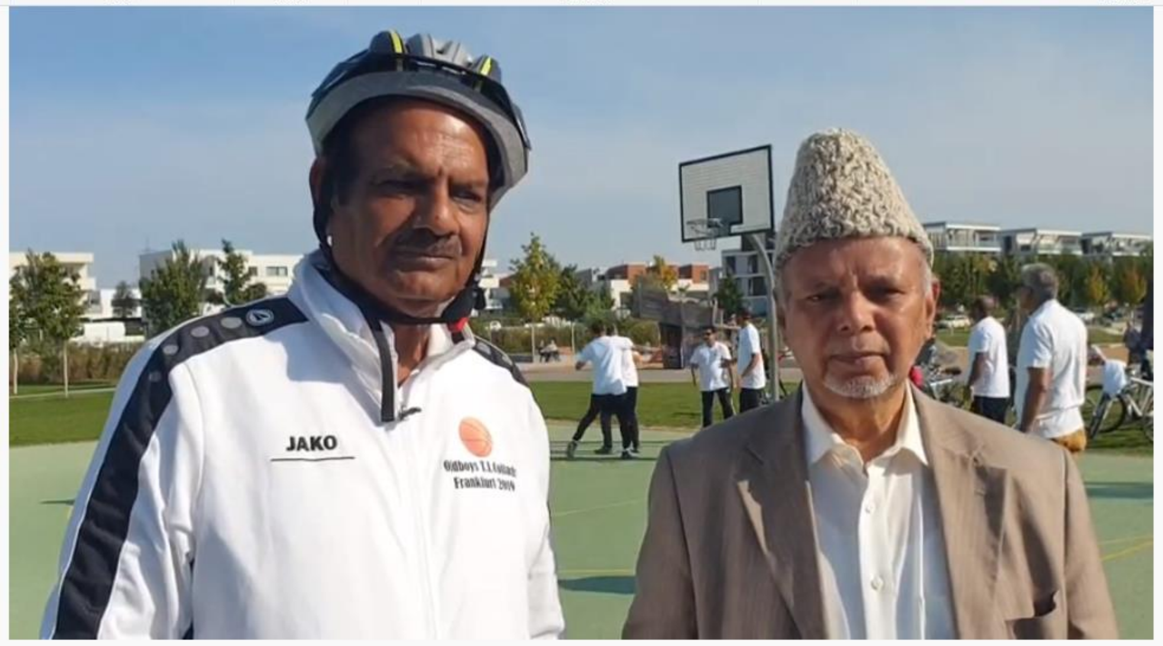
JAKO

ایک سو سال قبل کینیڈا میں احمدیت کا نفوذ

کینیڈا میں پہلے احمدی مکرم چوہدری حبیب اللہ خاں صاحب مرحوم

(محمد شریف خالدؔ۔ سابق نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی)

دنیا کو ایک روحانی گھر میں تبدیل کرنے کا الٰہی منصوبہ انیسویں صدی کے آخر پر آسمانوں پر طے ہو چکا تھا اور اس کے زمین پر انتظامات کے طور پر بنی نوع انسان کو آپس میں ملانے کے لئے ذرائع آمدورفت کی ایجادات نے اس دور کے لحاظ سے نمایاں ترقی کی۔ یہ وہ دور تھا جب برطانوی ایمپائر پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ جہاں جہاں انکی حکمرانی تھی ان ملکوں کی رعایا کو سفر کی آسانیوں سے بھی حصّہ ملا۔

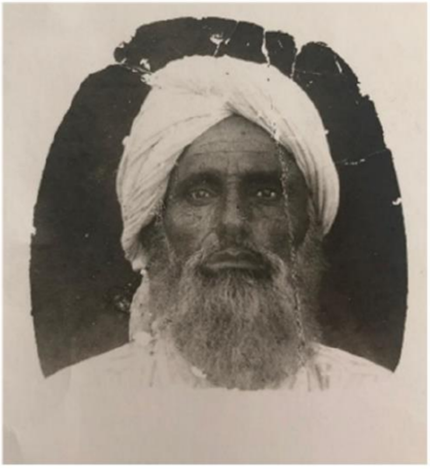

برِصغیر سے ہانگ کانگ میں انگریزی عملداری کو مستحکم کرنے کے لئے پنجاب کے صحت مند نوجوانوں کے لئے جب پولیس میں ملازمت کے مواقع پیدا ہوئے تو قسمت آزمائی کرنے والوں میں خاکسار کے والد محترم حبیب اللہ خاں صاحب بھی تھے جو 1984 میں شام پور گجرات مغربی پنجاب میں پیدا ہوئے تھے آپ نے بھی نوعمری میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہانگ کانگ کے لئے سفر اختیار کیا۔ ہانگ کانگ پولیس میں شمولیت کے لئے معمول سے بڑھ کر قد آور ہونے کی ایک شرط تھی جو محترم والد صاحب اچھے قد کے باوجود پوری نہ کر سکے اور انہیں ملازمت میں نہ لیا گیا۔ وطن سے دُوری کی بدولت دیارِ غیر میں ہم وطنوں کی آپس میں محبت اور ہمدردی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ محترم والد صاحب کو ہانگ کانگ میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے انعام سے نوازا جو دنیاوی انعامات سے اپنی قدر و قیمت میں کہیں بڑھ کر افضل تھا۔ لگ بھگ 1905 میں ہمارے قریبی گاؤں سہام رسول پور سے آئے ہوئے پولیس آفیسر حضرت غلام مجتبیٰ عرف چینی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محترم والد صاحب کی ملاقات ہو گئی جن کی تبلیغ سے آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اقرار کرتے ہوئے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔ محترم حضرت غلام مجتبیٰ صاحبؓ نے ریٹائرمنٹ کے بعد قادیان۔ ریتی چھلہ میں کوٹھی بنا کر دیارِ یار میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ انہیں بطور صدر عمومی مقامی جماعت قادیان کے طور پر خدمت کی بھی توفیق ملی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپؓ کے دو بیٹوں میں سے ایک تو افریقہ میں ہی ملازم رہے دوسرے مکرم ڈاکٹر عبدالقادر شہید صاحب تھے جنہیں فیصل آباد میں کسی شقی القلب نے شہید کر دیا۔ ایک بیٹی محترمہ ڈاکٹر سلیمہ صاحبہ امریکہ نقلِ مکانی کر گئیں اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ نے محترم غلام مجتبیٰ چینی صاحب کی تبلیغی مساعی میں برکت ڈالی تھی جس کے نتیجہ میں محترم والد صاحبؓ بھی حلقہ بگوشِ احمدیت ہو گئے تھے۔ کچھ عرصہ بعد جب پولیس میں ملازمت کی کوئی سبیل نظر نہ آئی تو قسمت آزمائی کی ٹھان کر نیا منصوبہ بنایا۔ اُس دور میں جبکہ یہاں سے پنجابیوں نے کینیڈا کی طرف رُخ کیا ہوا تھا اور ایک بحری جہاز تین ماہ میں کینیڈا۔ وینکوور پہنچا دیتا تھا۔ اگرچہ اس میں زیادہ تر مسافر چینی باشندے ہوتے تھے لیکن ہندوستانی بھی اس راستے سے جایا کرتے تھے۔ پنجابیوں میں زیادہ تر سکھ ہوتے تھے۔ اس زمانے میں روس اور ترکی کے علاوہ کسی ملک میں جانے کے لئے پاسپورٹ کی ضرورت تو ہوتی نہیں تھی البتہ برِاعظم امریکہ میں داخل ہونے کے لئے قوانین ذرا سخت تھے۔ کینیڈا کے خارجی معاملات اور دفاع میں برطانوی بالادستی قائم تھی۔

محترم والد صاحب نے کینیڈا میں کچھ کام کیا کچھ بزنس کیا۔ اسی دوران محترم حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو امریکہ میں پیغام حق پہنچانے کے لئے مرکز سے حکم موصول ہوا۔ آپؓ اس وقت لنڈن میں مقیم تھے۔ یہاں سے آپؓ امریکہ پہنچے لیکن آپ کو اِس بنا پر کہ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے اور آپ اگر اسلام کے مبلغ ہیں تو آپ اس اَمر کی تبلیغ کریں گے۔ آپ نے اس حکم کے خلاف کیس کر دیا اور چند ہفتوں بعد آپؓ کے حق میں فیصلہ بھی ہو گیا۔ محترم مفتی صاحبؓ کے کیس کی خبریں اخبارات میں بھی چھپتی تھیں۔ اسی دوران محترم والد صاحب کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ملاقات کرنے اور انکی ضیافت کے رنگ میں خدمت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

محترم والد صاحبؓ نے اس کے بعد واپس وطن آنے کا فیصلہ کیا۔ پہلی جنگِ عظیم ختم ہو چکی تھی اور ملکی سرحدوں پر آمد و رفت کے وقت چیکنگ کا نظام رائج ہو چکا تھا۔ آپ نے کینیڈین دفتر خارجہ سے بیس جنوری 1919 میں اپنا پاسپورٹ بنوایا۔ جس کے مطابق آپ برطانوی شہری کے طور پر سفر کر سکتے تھے۔ جس میں آپ کی تاریخ پیدائش ۔ بیس جون ۔ 1884 درج ہے۔ ہانگ کانگ سے آپ کا سفر چینی سمندر کے راستے براعظم امریکہ میں کینیڈا کے شہر وینکوور کے لئے جبکہ واپسی پر آپ کا سفر یورپ کے راستے ہندوستان کے لئے تھا۔ واپس آکر پھر آپ نے قادیان حاضر ہو کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر دوبارہ بیعت کی توفیق پائی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

PHOTOGRAPH OF BEARER

SIGNATURE OF BEARER

Specimen signature of applicant which will be detached and affixed to the Passport when issued.

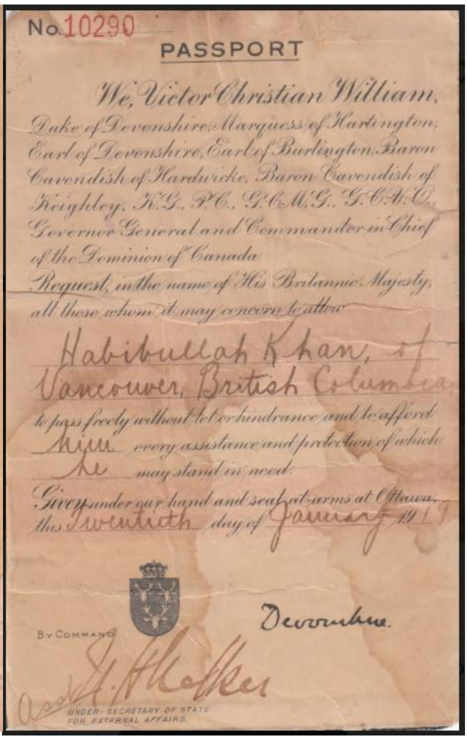

No. 10290

PASSPORT

We, Victor Christian William, Duke of Devonshire, Marquess of Hartington, Earl of Devonshire, Earl of Burlington, Baron Cavendish of Hardwicke, Baron Cavendish of Keighley, K.G., P.C., G.C.M.G., G.C.V.O., Governor General and Commander in Chief of the Dominion of Canada. Request, in the name of His Britannic Majesty, all those whom it may concern to allow Habibullah Khan, of Vancouver, British Columbia to pass freely without let or hindrance and to afford him every assistance and protection of which he may stand in need. Given under our hand and seal at arms at Ottawa, this Twentieth day of January 1919

Devonshire.

By Command

Under-Secretary of State for External Affairs.

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کا جب اجراء فرمایا تو آپؓ نے بھی اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کر دی۔ حضور رضی اللہ عنہ نے محترم مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت والد صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک بار پھر تحریک جدید کے تحت کینیڈا بھجوانے کے لئے ارشاد فرمایا اور اس غرض کے لئے سرکاری دفاتر سے خط و کتابت بھی ہوئی لیکن یہ منصوبہ سرانجام نہ پا سکا۔ اس وقت والد صاحبؓ کے تین چار چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جنکو اتنے لمبے سفر پر ساتھ لے جانا بھی دشوار تھا۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد جنگِ عظیم دوم کے بادل چھانے لگے جس کے نتیجہ میں جماعت کو کئی منصوبے وقتی طور پر تبدیل کرنے پڑے۔ 22

کینیڈا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت والد صاحب غفر اللہ لہ ' جیسے ایک مہم جو نوجوان کے ذریعہ احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق بخشی۔ کینیڈا کے جماعتی رسالہ میں خاکسار کی دی گئی معلومات کی بنیاد پر اپنے جوبلی میگزین میں بیسویں صدی کی ابتداء میں کینیڈا آنے والوں کے ذکر میں محترم والد صاحب رضی اللہ عنہ کی آمد کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۔۔ لڑکے اور ۔۔ لڑکیاں عطا فرمائیں۔ جنہیں اپنے اپنے دائرہ میں حسب استطاعت خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ اولاد کی اولاد بھی مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔

محترم والد صاحب غفر اللہ لہ ' کی 1953 میں وفات ہوئی۔ اسوقت خاکسار جامعہ احمدیہ کا طالب علم تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ازراہِ شفقت آپؓ کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہو کہ احمدیت کے نور سے تم نے کیا حاصل کیا

اسرائیل میں قادیانی۔
عمران ریاض کے وڈیو پروگرام پر تبصرہ

محمد کولمبس خاں

عزیزم مکرم عمران ریاض صاحب

آپ کا اسرائیل میں قادیانیوں پر پروگرام ایک محب وطن پاکستان کی حیثیّت سے کوئی بھی سنے تو اس کے جذبات کا انگیخت ہونا اس کے ایمان کا تقاضا ہے۔ اور اس حد تک تو بات جائز اور درست ہے لیکن اس خبر کی تصدیق آپ نے جن ذرائع سے کی ہے راقم ایک سابق فوجی کی حیثیّت سے پہلے کر چکا ہے اور ثابت ہوا ہے کہ یہ تدریجی جھوٹ یک طرفہ مشہور کیا جا رہا ہے۔ آپ چونکہ میدانِ تحقیق کے شہسوار بننے جا رہے ہیں اس لئے آپ کی خدمت میں اصل حقیقت پیش کی جاتی ہے کہ اگر آپ کا ضمیر ہے تو اپنی اصلاح کریں گے اور ایمان کو ضائع کر کے جھوٹ کی سزا جو آخرت میں ملنی ہوتی ہے اس سے بھی بچ جائیں گے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ

1۔ احمدیوں کی ایک معقول تعداد جو فلسطینی عربوں پر مشتمل ہے اسی نوّے سال قبل احمدی ہونے سے پہلے کے اسی مقام پر آباد ہے اور اب بھی ہے۔ پھر 1948 میں اسرائیل کے قیام کے وقت سے وہ اس علاقہ میں باقی فلسطینی مسلمانوں کی طرح علاقہ کے اسرائیلی حدود میں آنے کی وجہ سے آباد رہے۔ یاد رہے کہ جب یہودی فلسطین میں آباد ہونا شروع ہوئے تو مکرم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے انگریز حکمرانوں پر زور دیا کہ یہود کے ہاتھ زمینیں فروخت کرنے پر پابندی لگائی جائے۔ انگریز نے مثال طلب کی جس پر انہیں پنجاب کے حق شفع کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن اس پر عمل درآمد نہ ہوا۔ اس وقت مسلمان لیڈر خوابِ غفلت کے مزے لے رہے تھے۔

2۔ اسرائیل کا قیام جب 1948 میں عمل میں آیا تو چوہدری ظفر اللہ خاں پاکستانی وزیر خارجہ تھے جنہوں نے اسرائیل کے قیام کی ڈٹ کر مخالفت کی حتیٰ کہ اگر اقوام متحدہ کی آخری بحث کے روز ووٹنگ ہو جاتی جو امریکہ کے زور پر خلافِ معمول thanks giving day کی بدولت ملتوی کر دی گئی تو اسرائیل کے حق میں اکثریت نہ ہو سکتی۔ یونائیٹڈ نیشنز کا ریکارڈ دستیاب ہے۔ پانچ مئی 1948 کو شاہ فیصل نے محترم چوہدری صاحب کو ان کی مساعی پر بڑا تحسین آمیز خط لکھا۔ انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ اور آپ چاہیں تو سعودی حکومت سے اس کی تصدیق کروا سکتے ہیں۔

3۔ چوہدری ظفر اللہ خاں کی اس معاملہ میں پہلی تقریر کے بعد عرب دنیا نے یہ ذمہ داری پاکستان کے سپرد کر دی جس کو بآحسن نباہا گیا اور پاک عرب تعلقات کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔ آپ دیگر عرب ممالک کے اس وقت کے سربراہان کے پاکستان کے لئے تحسین امیز بیانات کو تاریخ سے نکال نہیں سکتے۔

4۔ اسرائیل کے قیام پر اب عربوں کی اور مسلمانوں کی مجموعی قوت اس کو روک نہیں سکی تھی۔ اس لئے جنگ بھڑک اٹھی جو اب تک جاری ہے۔ اور اس کی وارننگ اسی روز محترم چوہدی صاحب نے بڑی طاقتوں کو دی۔

"This is a solemn moment, solemn in the history of the world, in the history of this great —let us hope, at least—great Organization. The United Nations is today on trial. The world is watching and will see how it acquits itself— again, perhaps, not so much from the point of view of whether partition is approved or not approved, but from the point of view of whether any room is to be left for the exercise of honest judgment and conscience in decisions taken upon important questions."

-Sir Zafarullah Khan's Address to UN Security Council on the issue of Palestine. (October 7, 1947)

5۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بھی جنگیں رہی ہیں۔ اس کے باوجود امن کے دنوں میں دونوں ملکوں کے مذہبی وفود آتے جاتے رہتے ہیں ان کا کسی کی حب الوطنی کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔۔ بھارت کے احمدی اس ملک کے شہری ہیں جو کسی ملک کے خلاف نہیں اور اپنے ملک کے حقوق ادا کرنے کا اسلام انہیں حکم دیتا ہے جس پر وہ عمل پیرا ہیں۔ ہمارے جنرلز بھی بیرون ممالک بھارتی جنرلز سے ملتے جلتے ہیں۔ ایک جگہ سے اسلحہ خریدتے اور بعد میں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ لہذا کسی کی حب الوطنی کو فرضی باتوں سے نہیں جانچنا چاہیئے

6۔ اسرائیل میں احمدی ایک دیگر مذہبی تنظیموں کی طرح رجسٹرڈ تنظیم ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبران سے چندہ کی آمدنی سے تنظیمی اخراجات پورے کئے جاتے ہیں اور کسی بھی خارجی مدد کا سہارا نہیں لیا جاتا۔ بالکل ایک ہی طریقہ دوصد ممالک میں جماعت کا رائج ہے۔ اور یاد رہے کہ جو چندہ لیا جاتا ہے اس کے ایک ایک پیسے کا حساب رکھا جاتا ہے اور اس کو ہر سال شوریٰ میں پیش کیا جاتا ہے۔

۔7۔ محترم مرزا مبارک احمد جو بیرونی ممالک کی تنظیموں کے نگران تھے ان کا نام بھی استعمال کر کے محض اس اظہار پر کہ ہمارا مشن اسرائیل میں ہے طومار باندھا گیا ہے۔انہیں تو یہ بات چھپانے کی حاجت ہی نہیں تھی کہ اسرائیل میں جماعتی تنظیم موجود ہے۔اس بات سے یہ اخذ کرلینا کہ اسرائیلی حکومت سے جماعت کے خفیہ تعلقات ہیں۔ایک ایسی بدظنی ہے جس کے نتیجہ میں انسان کے رفتہ رفتہ پاگل ہونے کا امکان ہوتا ہے اسلئے بدظنی سے گریز کرنا چاہیئے

۔8۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے علاوہ ساری دنیا میں احمدیوں کے مسلمان ہونے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں اور وہ جملہ عبادات آزادی سے بجالا سکتے ہیں اور یہی بات اسرائیل میں بھی ہے۔لہذا جب تک کوئی حکومت اسلامی عبادات کی بجاآوری میں زبردستی روک نہ بنے احمدی اپنے اس ملک کی حکومت کے پُرامن شہریوں کی طرح رہتے ہیں۔اس پر کسی ابو جہل کو اعتراض تو ہو سکتا ہے ابو بکر صفت کو نہیں ہو سکتا۔

۔8۔ پاکستان کی شاہ رگ کشمیر کے جہاد 1948 میں احمدیوں کی شمولیّت اور میرے گاؤں کے لگ بھگ تیس اُس وقت کے جوانوں کی رضاکارانہ حاضری احمدیوں کی حب الوطنی کا کافی ثبوت ہے۔آج وہی لوگ کشمیر کے معاملہ میں بڑھ بڑھ کے باتیں کر رہے ہیں جو کشمیر جہاد کو جہاد ماننے کے منکر تھے۔

۔9۔ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک کسی مقام پر احمدی سپاہیوں یا جرنیلوں نے کبھی پیٹھ نہیں دکھائی وہ چونڈہ میں سینے پر بم سجا کر بھی کامیاب ہوئے اور کشمیر کے محاذ پر بھی جس روز تک رہے کامیاب رہے۔اب ان کا نام بھی تاریخ میں بیان کرنا منع کر دیا گیا ہے۔

۔10۔ سات ستمبر 2020 کو چھیالیس سال بیت جائیں گے جب ایک جھوٹے بہانے کی بنیاد پر تحریک چلائی گئی اور پھر احمدیوں کو ان لوگوں نے ناٹ مسلم قرار دیا انہی حکمرانوں کو پھر اپنا مسلمان ہونا عدالت میں ثابت کرنے کے لئے یہ ماننا پڑا کہ یہ معاملہ بندے اور خدا کے درمیان ہے اور کسی دوسرے کو فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ ضیاء الحق صاحب کا وائیٹ پیپر اس پر شاہد ہے۔فاعتبروا یااُولی الابصار۔

۔11۔ محترم ضیاالحق صاحب نے اردن میں فلسطینیوں کو تہہ تیغ کیا اور اردن کے شاہ سے ملک کا سب سے بڑاا اعزاز وصول کیا۔آج فلسطینیوں کے سامنے اس کا نام لے کر دیکھیں۔آگے میرے نہیں ایک ضیاالحق کے فین کے الفاظ ہیں۔۔۔۔۔اس جنگ میں مجموعی طور پر جنرل ضیاء کی آمد سے پہلے اور بعد میں کل ملا کر آزاد ذرائع کے مطابق 1000 سے 2000 فلسطینی باغی مارے گئے جبکہ فلسطینی ذرائع کے مطابق 4000 سے 5000 لوگ ہلاک ہوئے۔۔۔۔۔۔یاسر عرفات نے باوجود انکی نافرمانیوں کے ان سے اظہار ہمدردی کے لیے مبالغہ آرائی کی اور کہا لگ بھگ 10،000 لوگ مارے گئے ہیں وجہ یہ تھی کہ انکی الفتح تنظیم کے لیے پی ایل او سے مسلسل رضاکار جنگجو مل رہے تھے۔۔۔

۔12۔ مراکش کی آزادی کے لئے جو کوششیں چوہدری ظفراللہ خانصاحب نے کیں۔اس کے شکریہ کے طور پر نومولود بچوں کا نام ظفراللہ لاتعداد ماؤں نے رکھا۔ مراکش کے شاہ انہیں اپنے والد کی طرح عزت کرتے اور گھر میں عورتوں کو ان سے پردہ نہ کرواتے۔

۔13۔ محترم شاہ فیصل سعودی عرب نے انہیں حج پر آنے پر شاہی مہمان بننے کی درخواست کی۔جس پر انہوں نے حج کیا۔

۔14۔ ایک یہودی مصنف اسرائیل ٹی نعمانی صاحب نے کتاب لکھی۔اس کے صفحہ نمبر 75 پر درج ہے:

Two other small non-Arab Muslim groups, the Circassians, who came in the nineteenth century from Russia and now number about 2,000 souls, and the Ahmadi sect of some 600 people from Pakistan, can also serve in the Army.

اس میں اسرائیل کے جمہوری طرز حکومت کی رواداری بیان کرنا مصنف کو مقصود تھا۔جس میں چھ صد افراد پر مشتمل احمدی فرقہ پاکستان میں سے ان کا آرمی میں شامل ہونا ممکن لکھا گیا ہے۔اس امکان کو محترم شورش کاشمیری صاحب نے شمولیّت قرار دے دیا اور تب سے اب تک ہر دوسرے تیسرے سال اس بات کو تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ اور اب تو فوٹو جعلی لگا کر اور مصدقہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۔15۔ کچھ عرصہ سے ترقی کر کے اب پاکستانی احمدی خواتین کی شمولیّت اور انکی جعلی فوٹو لگا کر جھوٹ کو سچ ظاہر کیا جارہا ہے۔اوپر سے اس جھوٹ کو تحقیق یا انگریزی لفظ میں ریسرچ کہہ کر لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔احمدیوں کا ایک اشتہار سچائی پر مبنی بھی پاکستانی اخبارات میں چھاپنا منع ہے۔احمدیوں میں تو صبر موجود ہے اس رویّہ سے پوری قوم بلبلا رہی ہے اور عمران ریاض صاحب جھوٹ کی بنسری بجارہے ہیں۔

۔15۔ مصنف نعمانی صاحب نے احمدیوں کی اسرائیلی فوج میں ممکنہ شمولیّت کے لئے پاکستانی کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے؟

۔اس کادراصل پس منظر یہ ہے کہ شرق الاوسط میں ایک اور بہت پرانا فرقہ بھی احمدی مسلمان کہلاتا ہے جو پاکستانی فرقہ احمدیہ سے مختلف ہے۔اس لئے مصنف نے ان سے تخصیص کے لئے اسرائیلی احمدی شہریوں کے لئے پاکستانی احمدی مسلک سے تعلق کی وجہ سے پاکستانی کا لفظ استعمال کیا تھا۔اس کے علاوہ اور کوئی توجیہ ممکن نہیں۔ اس ایک 1972 کے امکان پر مبنی بات بھی ایک ریسرچر کے طور پر شک کی نگاہ ڈالنی آپ کا فرض تھا

۔16۔عزیزم عمران!۔لنڈن پوسٹ کے شاہد قریشی کا مضمون میں تب ہی پڑھ لیا تھا۔اس میں سوائے اس حوالہ کے جو من وعن میں نے اوپر لکھا ہے اور کچھ بھی نہیں مگر بدظنی سے لتھڑی باتیں۔ یہ محض ایک آن لائین بلاگ ہے اور لفظ "لنڈن پوسٹ" سے سنجیدگی کا مرتبہ تو نہیں مل سکتا۔یہ بات بھی سو فیصد جھوٹ ہے کہ برِصغیر سے احمدی اسرائیل جاکر آباد ہوئے۔اگر آپکو علم نہیں تو عرض ہے کہ قیام پاکستان تک برِصغیر کے شہریوں کو برٹش سبجیکٹ کی حیثیت حاصل ہوتی تھی اور اسی وجہ سے بعض افریقی ممالک سے برصغیر کے لوگ برطانیہ آباد ہوئے ہیں۔اور کوئی ایک پاکستانی نژاد احمدی جس نے اسرائیل کی شہریت اختیار کی ہو ثابت نہیں کرسکتے۔خدا کا واسطہ ہے اس قدر جھوٹ نہ بولیں۔میں فرانس میں ان عرب نژاد اسرائیلی احمدیوں کو ملا ہوں۔وہ سارے کے سارے خالص عرب ہیں اور فلسطینی ہیں۔

۔17۔بھارت کے احمدیوں کے متعلق جو بات فرمائی ہے یہ بھی درست نہیں۔دوسری طرف بھارتی دیوبند کے علماء کی پریس کانفرنس اب بھی یوٹیوب پر ہے جس میں وہ کشمیر میں ہونے والے بھارتی ظلم کی نہایت کھل کر تائید کررہے ہیں۔اور یہ مفروضہ کہ۔کل تک جو پاکستانی تھے وہ آج اسرائیل کی فوج میں پاکستان کے خلاف سپورٹ دے رہے ہیں سو فی صد جھوٹ ہے۔ محترم کیا ہو گیا ہے آپ کے فہم کو؟ جھوٹ اور حماقت کے اجتماع کی پیداوار آپ کا یہ بیان ہے۔کچھ عقل کریں۔ایک طرف مانتے ہیں کہ پاکستان کی آئی ایس آئی اس حد تک صلاحیّت رکھتی ہے کہ اس سے کروڑویں حصّے کی بھی بھنک پڑ جائے تو تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔ان کو اس کا علم نہیں کہ پاکستانی احمدی دھڑا دھڑ اسرائیل کے شہری بن رہے ہیں اور کمال ہے کہ جہلاء کو اس کا علم ہو گیا۔

۔18۔آپ نے ایک احمدی کی طرف منسوب بات منسوب کی ہے جو اس نے اپنے ہوٹل میں مانچسٹر میں کی تھی اور یہ کہا یہ بے نظیر کا دور تھا۔کراچی میں امن کے سلسلہ میں۔لیکن آپ کو جھوٹ بیان کرتے وقت یہ خیال نہیں رہا کہ یہ کتاب تو 1972 میں چھپی تھی اور بے نظیر عرصہ دراز بعد برسرِ اقتدار آئی تھیں۔

۔19۔عمران صاحب نے دفاعی تجزیہ نگاری میں بھی کمال حاصل کر لیا ہے اور اسرائیل کے طاقتور ہونے اور پاکستان کا اس کے مقابلہ میں طاقتور ہونے اور ایک مسلمانوں اور یہودیوں کی بڑی جنگ کے ذکر کے ذریعہ خوف تخلیق کر کے اپنے بیان میں ثقاہت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کی عوام کے لئے قیمتی معلومات کہی جاسکتی ہیں۔لیکن حضرت نے روس۔اور چائنا کو نظر انداز کر دیا ہے۔ان ممالک کے پاس جو اسلحہ ہے اس سے کوہ ارض کوئی کئی بار تباہ کیا جاسکتا ہے۔مزید سنسنی پیدا کرنے کے لئے اسرائیلی موشے دایان کا بھی ذکر کیا ہے جو اسرائیل کے قیام سے پہلے بھی دہشت گرد کاروائیوں میں ملوث تھا اور برطانوی جیل میں بھی رہا۔اس کے اقوال بیان کر کے یہ ثابت کرنا کہ نعوذ باللہ پاکستان کے احمدیوں کے بچے اسرائیلی فوج میں شامل ہوتے ہیں انتہائی جاہلانہ مفروضہ ہے۔اگرچہ آپ جیسوں کے لئے تو ممکن ہے شامل ہو جائیں۔کوئی احمدی کبھی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ 25

۔20۔آخری بات برخوردار عمران کان کھول کر سُن لیں اور قبول کر لیں اگر آپ کا خدا پر ایمان ذرہ بھر بھی ہے تو آیئے ہاتھ اٹھائیں اور ہم دونوں مل کر کہتے ہیں۔ایک فی صد جھوٹ بولنے والے کے لئے۔لعنت اللہ علی الکاذبین۔آمین

(یہ مضمون "ہم سب" میں مورخہ 26 اگست 2020 میں شائع ہوا)

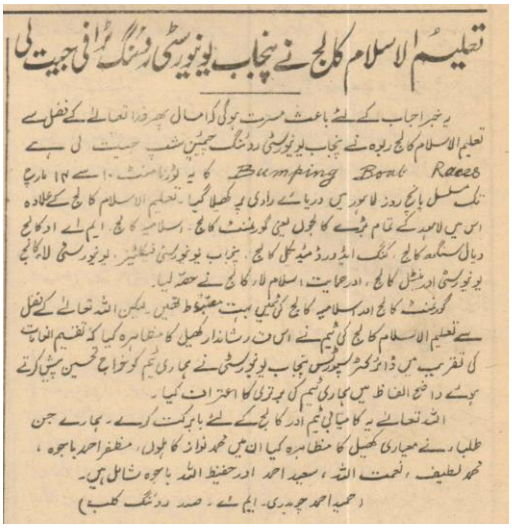

تعلیم الاسلام کالج نے پنجاب یونیورسٹی رونگ ٹرافی جیت لی

یہ خبر احباب کے لئے باعث مسرت ہو گی کہ امسال پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے پنجاب یونیورسٹی رونگ چمپئن شپ جیت لی ہے Bumping Boat Races کا یہ ٹورنامنٹ ۱۰ سے ۱۴ مارچ تک مسلسل پانچ روز لاہور میں دریائے راوی پر کھیلا گیا۔تعلیم الاسلام کالج کے علاوہ اس میں لاہور کے تمام بڑے کالجوں یعنی گورنمنٹ کالج۔ اسلامیہ کالج۔ ایم اے او کالج دیال سنگھ کالج۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ پنجاب یونیورسٹی فیکلٹیز۔ یونیورسٹی لاء کالج یونیورسٹی اورینٹل کالج۔ اور حمایت اسلام لاء کالج نے حصّہ لیا۔

گورنمنٹ کالج اور اسلامیہ کالج کی ٹیمیں بہت مضبوط تھیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام کالج کی ٹیم نے اس قدر شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا کہ تقسیم انعامات کی تقریب میں ڈائرکٹر سپورٹس پنجاب یونیورسٹی نے ہماری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے واضح الفاظ میں ہماری ٹیم کی برتری کا اعتراف کیا۔

اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ٹیم اور کالج کے لئے بابرکت کرے۔ہمارے جن طلباء نے معیاری کھیل کا مظاہرہ کیا ان میں محمد نواز کاہلوں، مظفر احمد باجوہ، محمد لطیف، نعمت اللہ، سعید احمد اور حفیظ اللہ باجوہ شامل ہیں۔

(حمید احمد چوہدری۔ ایم اے۔ صدر رونگ کلب)

جماعت احمدیہ کے ایک مشہور مخالف شورش کاشمیری نے جنرل اختر حسین ملک کے حق میں یوں مدح سرائی کی۔

دہلی کی سرزمیں نے پکارا ہے ساتھیو اختر ملک کا ہاتھ بٹاتے ہوئے چلو

گنگا کی وادیوں کو بتادو کہ ہم ہیں کون جمنا پہ ذوالفقار چلاتے ہوئے چلو

اس کے سوا جہاد کے معنی ہیں اور کیا؟ اسلام کا وقار بڑھاتے ہوئے چلو

(رسالہ چٹان 13 ستمبر 1965ء صفحہ 6)

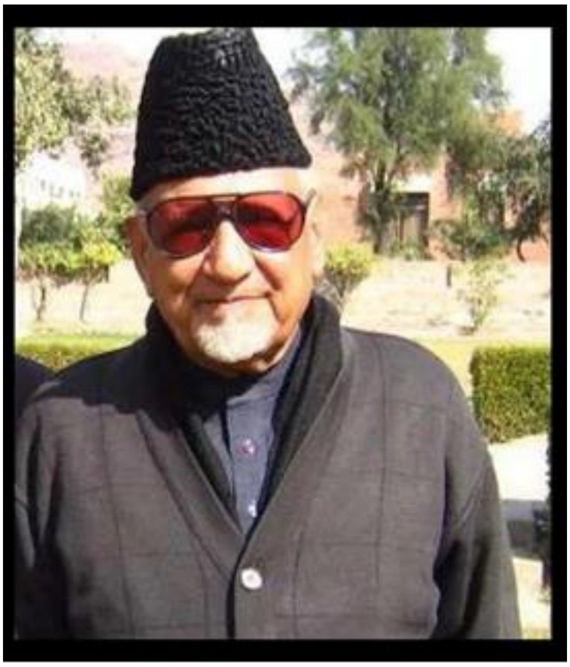

جہاں پر قادیاں رکھا ہوا ہے — "زمیں پر آسماں رکھّا ہوا ہے"
کہیں کون و مکاں رکھّے ہوئے ہیں — کہیں پر لا مکاں رکھّا ہوا ہے
محبت کا، اطاعت کا، وفا کا — سروں پر سائباں رکھّا ہوا ہے
بہت آسان ہے ان سے ملاقات — مگر اک امتحاں رکھّا ہوا ہے
وہ دل کو مسکرا کر لے گئے تھے — خدا جانے کہاں رکھّا ہوا ہے
کروڑوں چاہنے والے ہیں اس کے — مگر اک بدگماں رکھّا ہوا ہے
تمہارے اپنے جھگڑے ہیں عزیزو! — ہمیں کیوں درمیاں رکھّا ہوا ہے
ترا احسان ہے پیارے کہ مجھ کو — بڑھاپے میں جواں رکھّا ہوا ہے
پرندے جا چکے کب کے شجر سے — مگر اک آشیاں رکھّا ہوا ہے
یہ آدھی رات کا آنسو ہے، تم نے — اسے کیوں بے زباں رکھّا ہوا ہے
زہے قسمت اسیروں، بے کسوں کا — کوئی تو ترجماں رکھّا ہوا ہے
مکیں تو جا چکے ہیں کب کے مضطرؔ — مگر خالی مکاں رکھّا ہوا ہے

پروفیسر چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی

دیدار دے کے دل کو وہ دیوی جدھر گئی
تکتے رہے وہاں تک جہاں تک نظر گئی
راہوں پہ تیری چل کر ملے جب نقوشِ پا
دیکھا تو ہر سمت تیری خوشبو بکھر گئی
اُس کی عنایتوں کا رہا دل سدا اسیر
عمریں گزر گئیں وہ اسیری ٹھہر گئی
آہوں میں بس رہی تھی میرے دل کی آرزو
ڈھل کر وہ آنسووں میں جو تر بتر گئی
یادوں میں یار کے جب گزرے شبِ فراق
ڈھلتے ہی شب کے ہو وہ روشن سحر گئی
کیسا حُسین ماضی تھا خوابوں میں ڈھل گیا
نہیں شکوہ تجھ سے زندگی، ہو خوب تر گئی
اُسکے کرم کی آس ہے دل میں میرے منیرؔ
عملوں کو رَوندتے ہوئے میرے دل میں اتر گئی

(منیر باجوہ)

اظہار تشکر

خاکسار برادرم مکرم

حمید الدین امینی صاحب

سیکڑی مال NWS

فرینکفرٹ کا مشکور ہے

کہ آپ نے سکالر شپ فنڈ کی

وصولی کے لئے بہت تعاون

کیا اور تین ہزار(3000)

یورو سے

زیادہ کی رقم جمع کی۔

اللہ تعالی انہیں بہترین اجر

عطا فرمائے۔ اور ان کے

ساتھ تعاون کرنے والے

بھائیوں کے اموال و نفوس

میں برکت ڈالے۔ آمین

خاکسار

عبدالغفور

صدر ٹکوسا جرمنی

تعلیم الاسلام کالج کی افتتاحی تقریب پر حضرت مسیح موعودؑ کی خصوصی دعائیں

نیز

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے اہم ارشادات

۲۸ر مئی ۱۹۰۵ء کو تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح ہوا۔ افتتاحی تقریب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناسازئ طبع کے باعث تشریف نہ لا سکے تو فرمایا:۔

"جب افتتاح کا جلسہ ہوگا میں بیت الدعا میں جاکر دعا کروں گا"

تقریبِ افتتاح کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیت الدعا میں دعا فرماتے رہے۔ بعد میں فرمایا:۔

"اس کالج کے لئے بہت دعا کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے"

اور پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳ر مارچ ۱۹۶۶ء کو فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی محض اپنے فضل سے اس درسگاہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی اور میں عینی گواہ ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا جو ورثہ ہم نے حاصل کیا اس کے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی قوتِ قدسیہ کے طفیل یہ ادارہ اللہ تعالیٰ کی محسنانہ شفقتوں کا ہمیشہ آماجگاہ رہا ہے"

(الفضل 9۔جولائی 1970)

ارشادِ مبارک حضرت المصلح الموعودؓ

"احباب کو چاہئے کہ خاص توجہ اور کوشش کے ساتھ زیادہ سے زیادہ طالب علم داخل کروائیں اور اپنے غیر احمدی احباب میں تحریک کریں۔ جزاکم اللہ خیراً"

(الفضل ۴ اکتوبر ۱۹۴۴ء)

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ۔ ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج کے پرانے طالبعلم معروف شاعر مکرم طاہر مجید صاحب عید ملن پارٹی پر اپنا کلام سنا رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گزرے ہوئے چند لمحات کی دل نشیں یادیں

الفضل انٹر نیشنل یکم ستمبر 2020

(سید شمشاد احمد صاحب ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

آپ کی نصائح، مسائل کا حل، شفقتوں اور دلداریوں کا ذکر

مکرم عابد وحید خان صاحب نے Covid-19 کے ایام کے بارے میں جو ڈائری لکھی خاکسار جب اس کے آخری حصہ پر پہنچا جس میں انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چند ماہ قبل اپنے باغیچہ میں گرنے کا واقعہ بیان کیا تھا تو اس میں درج تھا کہ 'گرنے کے باوجود حضور نے اپنے آپ کو اٹھایا اور جا کر اپنا پورا کام کیا اور پھر گھر کی طرف گئے۔

محترم عابد صاحب نے اس واقعے کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ اس کے بیان کا مقصد صرف یہ ہے کہ حضور کی ہمت اور بہادری تمام افراد کے لیے ایک مثال ثابت ہو۔

گھانا میں تربیت کا ایک واقعہ

میں نے جب یہ واقعہ پڑھا تو فوراً خاکسار کے ذہن پر ایک اَور واقعہ حضور انور کی تربیت کا بجلی کی طرح گرا اور یہی واقعہ بھی اس مضمون کو لکھنے کا سبب بنا اور وہ واقعہ اس طرح ہے کہ میں گھانا میں خدمت بجالا رہا تھا۔ ایک دفعہ اکرا سے واپسی پر کوفوریڈوا جانا تھا تو میں نے اکرا سے سویڈرو کی بس لی۔ وہاں پر احمدیہ ہسپتال تھا جس کے انچارج ڈاکٹر طارق احمد صاحب تھے جو آج کل قادیان میں احمدیہ ہسپتال میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ سویڈرو کے ساتھ ہی وہ جگہ تھی جہاں پر اس وقت حضور پُر نور ایک سیکنڈری سکول میں خدمات بجالا رہے تھے۔ چنانچہ میں سویڈرو سے حضور (صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب) کو ملنے کے لیے چلا گیا۔ ہم باہر مکان کے صحن میں بیٹھے تھے کہ اچانک صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب (جو اس وقت شاید سال ڈیڑھ سال کے ہوں گے) ہماری طرف چل کر آنے لگے لیکن راستہ ہی میں کنکریوں کی وجہ سے گر گئے۔ میں اپنی کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ انہیں اٹھاؤں۔ آپ نے مجھے فوراً بٹھا دیا کہ اسے خود اٹھنے دو۔ میں نے کہا: میاں صاحب وہ بچہ ہے گر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی طرح گر کر خود اٹھنے سے ہمت پیدا ہوتی ہے۔ زندگی میں تو انسان کو کئی دفعہ اس قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسان کو گر کر خود سنبھلنا چاہیے۔ دوسروں کا انتظار نہیں کرنا چاہیے اور یہی سبق اسے (مرزا وقاص احمد صاحب کو) دینا ہے کہ اگر کبھی گر جاؤ تو خود سنبھلو۔ الفاظ تو میرے ہیں لیکن مفہوم وہی ہے جو آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ہر شخص اس بات سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس نصیحت میں کتنا بڑا وزن اور کتنا بڑا اِوژن ہے۔ زندگی مشکلات سے بھری پڑی ہے لیکن اگر انسان خدا پر توکل کر کے خود ہی اس سے نکلے تو اس کا مزا کچھ اور ہے اور اس طرح دوسروں سے شکوہ بھی کبھی پیدا نہ ہو گا کہ فلاں وقت میری مشکل میں کوئی کام نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو ہمیشہ ہر قسم کی مشکلات اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اب بات چل پڑی ہے ڈائری سے اور پھر حضور انور کے ساتھ بیتے ہوئے کچھ لمحات کی یاد کو تازہ کرنے کی۔

خاکسار ابھی گھانا میں آیا ہی تھا تو کچھ ماہ اکرا میں رہ کر کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد جب میری تقرری محترم امیر عبد الوہاب بن آدم صاحب (مرحوم) نے کوفوریڈوا میں کی تو جلد ہی وہاں پر ریجنل جلسہ کرنا تھا۔ خاکسار نے مکرم امیر صاحب گھانا کی خدمت میں لکھا کہ وہ اس ریجنل جلسہ کی صدارت کے لیے تشریف لائیں جو آپ نے منظور کر لیا۔ ساتھ ہی خاکسار نے چند اَور دوستوں کو بھی دعوت دی اور سیدنا مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو بھی دعوت دی۔ آپ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے میں آؤں گا۔

اُس زمانے میں گھانا کے معاشی حالات بڑے خراب تھے۔ چیزوں کا ملنا بہت ہی مشکل تھا خصوصاً خورو نوش کی اشیاء۔ حتیٰ کہ صابن، ٹوتھ پیسٹ، دودھ وغیرہ کا حصول بھی بہت مشکل ہوتا تھا۔ اور مہنگائی بھی بہت زیادہ تھی۔ جب سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب تشریف لائے تو دو باتیں اس وقت کی بہت اچھی طرح یاد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب ہمارا ریجنل جلسہ ختم ہوا تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ گھانا کیسا لگا؟ اور دوسرے کام میں کچھ مشکلات تو نہیں؟

خاکسار نے عرض کی کہ کام تو بہت ٹھیک جا رہا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں کوئی مشکلات نہیں۔ البتہ کھانے سے متعلق ایک دقّت ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا؟ عرض کی یہاں ایک تو مہنگائی بہت ہے دوسرے گوشت بہت مہنگا اور تیسرے یہاں پر گوشت کھال سمیت ملتا ہے اور جب گوشت سے کھال اتار کر پھینک دو تو گوشت کی مقدار نصف سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کھال سمیت پکایا کرو اور کھالیا کرو۔ میں نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ۔ اس پر آپ نے فوراً میری راہنمائی فرمائی کہ یہ کھال گھٹنے سے اوپر حرام کیسے ہے جبکہ گھٹنے سے نیچے

حلال ہو جاتی ہے۔ یعنی جب پائے پکائے جاتے ہیں کھال سمیت پکاتے ہیں اور وہ لذیذ بنتے ہیں۔ میں نے تو اپنی نا سمجھی میں اس وقت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃ۔ کہہ دیا۔ لیکن اس کے بعد سے گوشت کو کھال سمیت پکایا اور اس کا مزہ دوبالا ہو گیا اور پھر افریقہ میں بقیہ سال کھال سمیت ہی گوشت کو پکا کر کھاتے رہے اور لذت اٹھاتے رہے۔

یہ واقعہ نئے مربیان کے لیے بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے جو افریقہ میں جاتے ہیں کیونکہ شروع شروع میں جب وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں تو دل میں کچھ تنگی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوئی اور آپ نے مسئلہ کا حل فوراً نکال دیا۔ افریقن ممالک میں اکثر جگہ گوشت (خواہ بکرے، بھیڑ یا گائے کا ہو) کھال سمیت پکاتے ہیں اور مارکیٹ میں بھی کھال سمیت ہی فروخت ہوتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد اب تک افریقن دوستوں کا کھانا میں تو شوق سے کھاتا ہوں اور اگر اس میں ایسا گوشت ہو جس پر کھال نہ ہو تو اس کی لذت میں کمی محسوس ہوتی ہے۔

اس موقع پر دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ریجنل جلسہ کے لیے تشریف لائے تھے۔ دوپہر کے کھانے پر خاکسار نے انہیں ثابت مونگ کی دال اور چاول کھلائے۔

حضور نے کھانے کی اس سادگی پر خاکسار کو کچھ نہیں فرمایا بلکہ نہایت بشاشت کے ساتھ تناول فرمایا۔

کینیڈا میں دلنشیں یادیں

تین چار سال پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جب کینیڈا تشریف لے گئے تھے تو امریکہ سے بھی عشاقِ خلافت وہاں پہنچے۔ ہمیں بھی اجازت اور سعادت ملی کہ ہم وہاں چلے جائیں اور حضور انور کی معیت سے برکت اور استفادہ حاصل کریں۔

کینیڈا میں بھی ملاقاتیں ہو رہی تھیں۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے ہم ملے کہ ہم نے بھی ملاقات کرنی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ کینیڈا کے لوگوں کی ملاقات ہی ہو گی۔ ہم بھی دو تین دن اپنی عرضی پیش کرتے رہے اور ہمیں مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے یہی جواب ملتا کہ کینیڈا کے لوگوں کو ترجیح ہے۔ ہم جواب سن کر خاموش ہو جاتے۔

ملاقاتوں کا آخری دن تھا۔ مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب اور خاکسار نے مل کر درخواست دی کہ ہمیں سب سے آخر میں بس زیارت کروا دیں۔ عین نوازش ہو گی۔

چنانچہ اس آخری دن کی ملاقاتوں میں سب سے آخر پر ہمارا دونوں کا نام اس طرح درج تھا۔

سید شمشاد احمد مبلغ امریکہ مع ظہیر احمد باجوہ صاحب۔

جب ہماری باری آئی تو حضور انور سے ملاقات کے کمرے میں داخل ہوئے۔ حضور نے شفقت سے کھڑے ہو کر ہمیں خوش آمدید کہا اور پھر کرسیوں پر بیٹھتے ہی ازراہِ تفنّن فرمایا کہ باجوہ صاحب آپ شمشاد صاحب کے 'مع' کب سے بنے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے اپنی اپنی باتیں کیں۔ اس دوران حضورِ انور نے خاکسار سے پوچھا کہ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ یہاں نزدیک ہی گیسٹ ہاؤس ہے، اس میں۔ آپ نے فرمایا وہاں کہیں 'شیشہ' نہیں لگا ہوا۔ میں نے فوراً اپنے منہ اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا کہ شاید میں نے کوئی چیز کھائی ہے جو منہ پر یا داڑھی پر لگی رہ گئی ہے۔ حضور انور نے جب دیکھا کہ میں اپنی داڑھی اور منہ پر جلدی سے ہاتھ مار رہا ہوں تو فرمانے لگے کہ نہیں۔ تم نے خط نہیں بنایا ہوا۔ میں نے عرض کی جی حضور ہفتہ میں دو بار بناتا ہوں کل کو بنانا تھا۔ بظاہر یہ بہت معمولی بات ہو گی لیکن حضور انور نے اس میں مجھے پیغام دیا کہ مربی کا چہرہ، لباس، اٹھنا بیٹھنا ہر وقت خوبصورت ہونا چاہیے۔ اس کے بعد سے خاکسار نے اب ہفتہ میں 3 بار خط بنانا شروع کر دیا ہے تا حضور کی بات پر عمل ہوتا رہے۔

اسی دوران آپ نے باجوہ صاحب کو فرمایا کہ شمشاد صاحب جب گھانا میں تھے تو ان کو گوشت کھانے کی عادت تھی اور گوشت ملتا نہیں تھا۔ تو شمشاد تھوڑا سا گوشت لے کر اس میں کبھی دال اور کبھی کوئی سبزی ڈال لیتے تھے اور جب وہ ختم ہونے لگتا اور پانی ڈال لیتے تھے۔ حضور نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ باجوہ صاحب کہنے لگے کہ حضور "اسی وجہ سے میں شاہ صاحب کا مرید ہوں۔" اس پر حضور نے فرمایا کہ "نہیں مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے۔ شاہ صاحب سے تم کام کرنا سیکھو کہ کس طرح کام کیا جاتا ہے۔ مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے۔"

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ شمشاد صاحب گھانا میں ڈبل روٹی بھی نہیں کھاتے تھے۔ مَیں نے عرض کی حضور! ڈبل روٹی تو میں اَب بھی نہیں کھاتا۔ حضور نے فرمایا: کبھی کبھی کھا لینی چاہیے۔ میٹنگ کے اختتام پر خاکسار گیسٹ ہاؤس گیا اور جاتے ہی سب سے پہلے ڈبل روٹی کھائی تا کہ حضور کی بات پر عمل ہو جائے۔ اور اب اس کے بعد کبھی کبھی روٹی کی موجودگی میں بھی ڈبل روٹی ہی کھا لیتا ہوں تا نصیحت پر عمل ہو جائے اور ثواب ہو۔

امریکہ میں تربیت کا ایک واقعہ

اب میں ایک ایسا واقعہ لکھنے لگا ہوں جس میں حضور انور کی ناراضگی اور میرے لیے سزا کا پہلو ہے۔ لیکن اس بات کے لکھنے کا مقصد صرف اور صرف حضورِ انور کے اپنے غلاموں کی تربیت کو ہر چیز پر ترجیح دینے کے دل نشیں انداز کو اجاگر کرنا ہے۔ خلیفہ وقت ہر معاملہ میں نظام جماعت کی برتری چاہتے ہیں جس میں کسی چھوٹے بڑے کا سوال نہیں ہے۔ نظام جماعت اور تعلیم و تربیت ہر لحاظ سے اولیت رکھتے ہیں، شخصیت نہیں۔ ہوا یوں کہ خاکسار 2005ء میں لاس اینجلیس میں متعین تھا۔ ہمارے ایک مربی صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ مجھے مربی صاحب کی طرف سے بھی ولیمہ میں شامل ہونے کی دعوت تھی۔ اور دوسری طرف میرے دوست تھے جن کی بیٹی کی ان مربی صاحب کے بیٹے کے ساتھ شادی تھی۔ اس طرح خاکسار رخصتی اور ولیمہ دونوں میں شامل ہوا۔ ایک اَور مربی صاحب بھی جو یہاں متعین تھے اس میں شامل تھے۔ جس دن ولیمہ تھا جو کہ ایک ریستوران میں ہوا تھا وہاں پر بیک

گراؤنڈ میں میوزک چل رہا تھا۔ میں نے اس کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا اور دوستوں کو ملنے اور ملاقات میں مصروف رہا۔ کیونکہ خاکسار یہاں پر عرصہ چار سال سے زائد بطور مربی سلسلہ خدمات بجالا چکا تھا سب سے واقفیت تھی اور وہی ایک موقع تھا جس پر سب دوستوں سے ملاقات ہو رہی تھی۔ خیر ولیمے کی دعوت ختم ہوئی سب چلے گئے۔ کسی دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اطلاع دی کہ مربی صاحب کے بیٹے کا ولیمہ تھا اور دیگر مربی بھی تھے اور ولیمہ کے موقع پر میوزک چل رہا تھا جس پر حضور انور نے ہم سے استفسار فرمایا کہ کیا ہوا ہے؟ ہم نے اپنی اپنی وضاحت لکھ کر بھیج دی جس پر مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی طرف سے 8/ اگست 2005ء کا لکھا ہوا خط مکرم امیر صاحب امریکہ کے نام آیا اس وقت امیر مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب تھے۔ اس میں حضور کی طرف سے ہدایت تھی کہ:

۔۔کو واپس پاکستان بھجوا دیں۔ حضور نے فرمایا ہے "دف بجانے کی اجازت سے میوزک اور فلمی گانوں کا جائز ہونا کہاں سے نکال لیا ہے۔ یہ لوگ تاویلیں نہ گھڑا کریں۔ دف تو صرف اس لیے بجائی جاتی تھی کہ نکاح کا اعلان ہو، نہ کہ فخریہ اظہار کے لیے۔ دف بجانے کے تعلق میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ "فقہاء نے اعلان بالدف کو نکاح کے وقت جائز رکھا ہے اور یہ اس لیے کہ پیچھے جو مقدمات ہوتے ہیں تو اس سے گویا ایک قسم کی شہادت ہو جاتی ہے۔ ہم کو مقصود بالذات لینا چاہئے۔ اعلان کے لیے یہ کام کیا جاتا ہے یا اپنی کوئی شیخی اور تعلّی کا اظہار مقصود ہے۔ فرمایا باجا بجانا اس صورت میں جائز ہے جبکہ یہ غرض ہو کہ اس نکاح کا عام اعلان ہو جائے اور نسبت محفوظ رہے۔...... البتہ ریاکاری فسق و فجور کے لیے یا صلاح و تقویٰ کے خلاف کوئی منشاء ہو تو منع ہے"

حضورِ انور نے فرمایا ہے دونوں مبلغین مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب اور... جو اس تقریب میں شامل ہوئے ہیں وہ جلسہ سالانہ یو ایس اے کے موقع پر کھڑے ہو کر اعلان کریں کہ اس ولیمہ کی تقریب میں جو میوزک اور فلمی گانوں کا پروگرام ہوا ہے یہ انتہائی غلط ہوا ہے اور ہم جو اس میں شامل ہوئے تھے ہم سے غلطی ہوئی تھی۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ہم جماعت کو بتانا چاہتے ہیں جو ہوا ہے وہ غلط ہوا ہے اور اس کو ہرگز روایت نہیں بنانا چاہئے۔"

حضور نے فرمایا ہے دونوں مربیان ایک لاکھ مرتبہ استغفار کریں۔

مکرم امیر صاحب کی طرف سے جب یہ خط ملا تو استغفار شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی دیتا رہا۔ اب جلسہ سالانہ پر اعلان کرنا تھا۔ چنانچہ جلسہ کا پہلا دن تھا اور اجلاس کی صدارت امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب فرما رہے تھے۔ جلسہ کے سیشن کے اختتام پر آپ نے ہم دونوں مبلغین کو سٹیج پر بلایا جہاں سے سب لوگ ہمیں بھی دیکھ سکتے تھے۔ پوڈیم سے تھوڑا الگ ہو کر ہم دونوں مبلغین سب کے سامنے کھڑے تھے۔ محترم امیر صاحب نے چند ابتدائی کلمات کہے کہ ہمیں کیوں سٹیج پر بلایا گیا ہے اور حضورِ انور کی ہدایت سنائی۔ مجھ سے پہلے دوسرے مبلغ بھائی نے اسی طرح الفاظ پڑھ دیے جس طرح کہ خط میں ہدایت تھی۔ اس کے بعد امیر صاحب نے خاکسار کو بلایا۔ 30

خاکسار نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا۔ اور پھر یہ کہا کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر خاص فضل اور احسان کیا ہوا ہے کہ ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہم میں سے جب بھی کسی بڑے یا چھوٹے یا کسی سے بھی کوئی غلطی ہوتی ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں نصیحت فرماتے اور ہدایت فرماتے ہیں تا وہ غلطی درست ہو جائے اور تقویٰ پر ہم چل پڑیں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔

خلافت کی رہ نمائی میں جو ہدایات ہم (احمدی) لیتے ہیں وہ کسی اَور کو نہیں ملتیں۔ ہم اس نعمت پر خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔ اس لیے ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات کی پوری طرح اور خوش دلی کے ساتھ مکمل اطاعت کریں۔

آج اس وقت میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ساتھ کہ یہ اعلان کروں کہ وہ شادی جس میں مَیں اور میرے دوسرے مربی بھائی شامل ہوئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر کھڑے ہو کر ہم یہ اعلان کریں کہ اس ولیمہ کی تقریب میں جو میوزک اور فلمی گانوں کا پروگرام ہوا ہے یہ انتہائی غلط ہوا ہے مجھے اس میں قطعاً شرکت نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور آئندہ میں اس قسم کی کسی مجلس میں شریک نہیں ہوں گا۔ میرے شامل ہونے سے جماعت یہ نہ سمجھے کہ چونکہ اس قسم کی مجلس میں مربی شامل تھا اس لیے ہم بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

میں دلی طور پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس بات سے مجھے شرم محسوس ہوئی ہے کہ میں کیوں اس میں شامل ہوا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اور میں پیارے حضور سے بھی معافی کا خواستگار ہوں کہ آئندہ کوشش کروں گا کہ حضور کی توقعات کے مطابق کام کروں۔ ان شاء اللہ

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اس دعا کا ترجمہ انگریزی میں پڑھنے کے بعد خاکسار نے تین دفعہ خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعرے لگائے۔

حضور انور کے ارشاد پر جلسہ کے اس سیشن پر ہم نے یہ اعلان کر دیا۔ اعلان کرنے کے بعد جوں ہی سٹیج سے میں نیچے اترا جلسہ میں شامل ہونے والوں کا ایک جم غفیر خاکسار کی طرف بڑھا۔ سب سے پہلے مجھے یاد ہے کہ مکرم شیخ فضل احمد صاحب مرحوم آف لاہور (برادر اصغر مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم) خاکسار کی طرف تیزی سے بڑھے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا اور بہت پیار کیا اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ آج حضرت مصلح موعودؓ کا زمانہ یاد آ گیا ہے۔ کہنے لگے کہ ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا درد صاحب کو بھی اسی قسم کا جلسہ پر اعلان کرنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔

ان کے بعد باری باری لوگ مجھے اپنی بانہوں میں لے رہے تھے اور اکثر دوستوں نے اس وقت یہ کہا کہ ہمیں آپ پر رشک آرہا ہے۔ آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کی پوری پوری اطاعت کی ہے۔ آج کے بعد آپ کی عزت ہماری نظروں میں پہلے سے بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ کئی لوگ دعا بھی دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ نے طاعتِ امام کا زندہ ثبوت فراہم کیا۔ کئی ہمارے لیے دعائیں کر رہے تھے اس موقعے پر میری جو کیفیت اور حالت تھی وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور میں دل ہی دل میں بس۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ پڑھتا جارہا تھا۔ اور استغفار کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رکھا۔

۔1۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی ہدایت پر عمل کرنے سے خاکسار کو مزید عزت ملی اور نہ صرف عزت بلکہ لوگوں نے جس محبت اور اخلاص کا مظاہرہ کیا اس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس پر میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

۔2۔ بادی النظر میں ہزاروں کے مجمع کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے بھی غلط کام کیا ہے بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے پیچھے بھی ایک طاقت جس نے یہ سارا کام آسان کر دیا اور وہ طاقت بھی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا تھی۔ مجھے سو فی صد کامل یقین ہے کہ جب پیارے حضور نے ہمارے لیے یہ ہدایات بھجیں تو ہمارے لیے دعائیں بھی کیں۔ بس ان دعاؤں سے یہ سارا کام آسان ہوا۔

۔3۔ پھر میرے ذہن میں حضرت مصلح موعودؓ کی دو باتیں تھیں ایک یہ جس میں آپؓ نے فرمایا:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطابات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"

دوسری چیز جو خاکسار کے مد نظر تھی وہ یہ کہ آپؓ نے فرمایا تھا:

""مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں"(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/جولائی 1936ء مطبوعہ خطبات محمود جلد 17 صفحہ 457)

۔4۔ چوتھے خاکسار نے یہ واقعہ اس لیے بھی لکھا ہے تاکہ ہم میں سے ہر ایک احمدی مرد وعورت بچہ اس واقعہ کو پڑھ کر نصیحت حاصل کرے کہ اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہی اس جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح کی ہر حال میں اطاعت وفرمانبرداری کرنی ہے، تیسرے یہ کبھی نہیں سوچنا کہ اس میں ہماری بے عزتی ہے۔ عزتیں تو ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں لوگوں کے پاس نہیں اور جو خدا کی خاطر احکامات پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی عزت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا جسم امام کے ہاتھ میں میت کی طرح ہونا چاہیے جب یہ کیفیت ہوگی تو پھر انسان عزت یا بے عزتی کا تصور نہیں کر سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے......ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آکر پڑتے ہوں......امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔"

(روزنامہ الفضل 26/اپریل 2003ء صفحہ 1)

خاکسار کوئی علمی مضمون نہیں لکھ رہا لیکن یہ باتیں اس واقعہ کے ساتھ بتانی ضروری ہیں۔ تا احباب جماعت کے ذہنوں میں یہ بات مستحضر رہے کہ خلیفۂ وقت کی نگاہ میں کسی چھوٹے بڑے کا سوال نہیں ہے بلکہ جماعت کا کارندہ اور کارکن اگر کوئی غلطی کرے تو اس پر بھی اسی طرح سرزنش ہوتی ہے جس طرح عام احمدی پر۔ یہ ایسا اصول ہے جس کی طرف جماعت کو توجہ دلانا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفۂ وقت کا حقیقی مطیع اور جاں نثار بنائے تاکہ ہم اُن کے سلطان نصیر ثابت ہوں اور ہماری طرف سے آپ کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رہیں۔ آمین۔

لاس اینجلیس میں حضور انور ایدہ اللہ کی دل داری

یہ 2013ء کا واقعہ ہے جب حضور انور کیلیفورنیا تشریف لائے۔ غالباً 13۔14 دن کا دورہ تھا۔ مسجد بیت الحمید میں آپ کا قیام تھا۔ ہر روز بہت مصروف گزر رہا تھا، جماعت نے ایک دن سیر کا پروگرام بنایا کہ حضور کو مسجد بیت الحمید سے غالباً 30،35 میل دور ایک جگہ Big Bear Lake جھیل تھی وہاں لے جائیں۔ چنانچہ آپ کے ساتھ ہمیں بھی جانے کی

سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے ایک درخت کے نیچے سب خدام کے ساتھ بیٹھ کر چند لمحات گزارے۔ جب واپس آرہے تھے تو بڑی بوٹ (Boat) تھی اس میں سب خدام ہی تھے، حضور کی خدمت میں خاکسار نے عرض کی کہ حضور آپ کو جھیل اور جگہ پسند آئی۔ حضور نے فرمایا میں نے تو اس سے بھی بہت عمدہ عمدہ، خوبصورت اور بڑی جھیلیں دیکھی ہیں۔ میں تو آپ کی دل داری کی خاطر آگیا ہوں۔

یہ بات واقعی درست تھی۔ حضور نے تو ضرور عمدہ، خوبصورت اور بڑی جھیلیں دیکھی تھیں۔ لیکن آپ کی وجہ سے ہمیں بھی یہاں سیر کرنے اور اس علاقہ اور جھیل کو دیکھنے کا موقع مل گیا۔ میں یہاں مسجد بیت الحمید میں دس سال رہا ہوں اور یہ جگہ مسجد سے کوئی 35 میل دور ہو گی لیکن اس سے قبل وہاں کبھی جانے کا موقع نہ ملا تھا۔ یہ حضور کی شفقت اور دلداری تھی کہ آپ کی برکت سے ہم وہاں گئے اور آپ کے ساتھ چند یادگار لمحات گزارنے کی سعادت مل گئی۔ جس کی لذت اب تک محسوس ہوتی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہاں پر جب ظہر و عصر کی نمازیں پڑھیں تو نماز کے بعد خاکسار اپنے جوتے پہننے لگا۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب بیٹھ کر اپنے جوتے پہن رہے تھے۔ میں نے اپنے جوتے پہننے کے لیے مکرم منیر جاوید صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا تا سہارا مل جائے۔ حضور نے دیکھ کر فرمایا کہ شمشاد یہ کیا؟ آپ کی کتنی عمر ہے۔ منیر جاوید صاحب بولے حضور! یہ مجھ سے جامعہ میں سینئر تھے۔ حضور نے فرمایا: عمر کیا ہے؟ میں نے اپنی عمر بتائی۔ آپ نے فرمایا یہ تو کوئی ایسی عمر نہیں کہ سہارا لے کر جوتا پہنو۔ حضور انور نے چند سیکنڈوں ہی میں خاکسار کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ خود ہمت کرنی چاہیے سہارا نہیں لینا چاہیے اور یوں مجھے جوان بنا دیا۔

قبل از خلافت پاکستان میں شفقت

خاکسار امریکہ سے چھٹی پر پاکستان گیا۔ ایک دن تحریک جدید کے دفاتر میں بزرگان سلسلہ سے ملنے گیا تو برآمدہ میں وکیل المال ثانی مکرم مبارک مصلح الدین صاحب مرحوم کے دفتر سے حضور پُرنور نکل رہے تھے، وہیں آپ سے آمنا سامنا ہوا۔ آپ نے پوچھا کب آئے ہو؟ خاکسار نے بتایا۔ آپ نے میرے دائیں بازو کو کہنی سے اوپر والے حصہ کو بڑے زور سے پکڑا اور اپنے ساتھ ہی اپنے دفتر میں لے گئے۔ آپ کا دفتر سامنے گیلری میں ایک طرف تھا، جب وہاں لے کر گئے تو میں حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ کا یہ دفتر ہے؟ وہاں 5، 7 اَور کارکنان بھی کام کر رہے تھے ایک کونے میں آپ کا دفتر تھا۔ آپ نے کرسی پر مجھے بٹھایا اور پھر آئس کریم سے تواضع کی۔ اور کچھ امریکہ کی باتیں ہوتی رہیں۔ آپ اُس وقت بطور نائب وکیل المال (ثانی) فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

اسی طرح ایک اَور دفعہ جب میں چھٹی پر پاکستان آیا اس وقت آپ بطور ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ خاکسار دفتر ملنے گیا اور عرض کی کہ آپ کی خدمت میں بتانے آیا ہوں کہ میں آج کل ربوہ میں ہوں اور چھٹی پر آیا ہوں۔ آپ نے میرا پروگرام پوچھا۔ میں نے بتایا کہ چند دنوں میں اپنی ہمشیرگان کے پاس حیدرآباد سندھ جاؤں گا۔ اور واپس آکر میں نے احمد نگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا Hut یا ڈیرہ دیکھنا ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

میں حیدرآباد وغیرہ گھوم پھر کر آیا اور وہاں کچھ دن زائد لگ گئے جس کی وجہ سے ربوہ بھی تاخیر سے پہنچا اور ایک دو دن بعد میری واپسی کی فلائٹ تھی۔ الوداعیہ کے طور پر ملنے گیا اور عرض کی دو تین دن میں واپس جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ نے تو ابھی خلیفۃ المسیح الرابعؒ والا Hut دیکھنا تھا۔ وہاں کیوں نہیں جا رہے۔ میں نے کہا کہ ایک تو گاڑی نہیں ہے دوسرے دن بھی تھوڑے رہ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا آج جا سکتے ہو؟ میں نے عرض کی گاڑی نہیں ہے کیسے جاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کتنے بجے جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا 4/ بجے سہ پہر سے 6/ بجے شام تک۔ آپ نے فرمایا 4/ بجے تیار رہنا۔

ٹھیک 4/ بجے ایک نئی گاڑی، وین ہمارے دروازے پر پہنچ گئی اور خاکسار اپنی فیملی، بچوں اور خالہ، بہنوں کے ساتھ وہاں جگہ دیکھنے گیا۔ الحمد للہ۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے مجھ پر بے حد شفقت فرمائی۔ یاد بھی رکھا اور سواری بھی مہیا فرما دی۔

ایک مضمون پر تبصرہ

ایک دفعہ خاکسار نے ”سیرت داوٗد“ کے متعلق ایک مضمون لکھا۔ مضمون میں حضرت سید میر داوٗد احمد صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات، لمحات، آپ کی شفقتوں اور تعلیم و تربیت کا طریق کار بیان کیا تھا۔

خاکسار نے مضمون اس لیے لکھا کہ الفضل میں شائع کراؤں گا لیکن ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کسی یادداشت میں غلطی ہو گئی ہو یا کوئی واقعہ نامناسب ہو اور بعد میں اس کی تصحیح ہو۔ بہتر اور بابرکت ہو گا کہ پہلے حضور انور کی خدمت میں پیش کر دوں۔ اس میں بھی ڈر تھا کہ شاید حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لائق بھی ہے کہ نہیں۔ میں نے مضمون پر ایک نوٹ مکرم منیر احمد جاوید صاحب کی خدمت میں لکھا کہ یہ مضمون ارسال ہے پہلے آپ پڑھ لیں اگر مناسب ہو تو حضور کی خدمت میں پیش کریں ورنہ نہیں۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے ابتدائی چند صفحات پڑھے تھے اور حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خاکسار نے اس کے چند دن بعد ہی حضور انور کے ارشاد پر سیرالیون جلسہ سالانہ پر نمائندہ کے طور پر جانا تھا اس لیے ملاقات بھی ہونی تھی۔ خاکسار کے ذہن میں اس مضمون کے بارے میں کوئی خیال نہ تھا۔ سیرالیون جانے اور ہدایات لینے

کے بارے میں ذہن میں سوالات تھے جن کے بارے میں حضور سے راہنمائی لینی تھی۔ خاکسار جب ملاقات کے لیے اندر داخل ہوا تو حضور نے کھڑے ہو کر عاجز کو شرف مصافحہ عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہارا مضمون سیرت داؤد والا پڑھا۔ تمہارا پتہ لگ گیا ہے کہ تم کتنے لائق ہو؟

خاکسار نے عرض کی حضور! میں تو پہلے بھی نالائق تھا۔ اب بھی نالائق ہوں۔ یہ تو حضور کی شفقت اور مہربانی ہے کہ پردہ پوشی فرما رہے ہیں اور اللہ کا احسان ہے کہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ پھر حضور نے فرمایا میں نے اس پر نوٹ لکھ دیا ہے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے لے لیں۔

جب خاکسار ملاقات کے بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے ملا تو انہوں نے مسودہ مضمون کا دکھایا جس پر حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا:

"اس مضمون کو شائع کروائیں۔ یہ صرف آپ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ آج جامعہ کے اساتذہ، طلباء، مربیان، واقفینِ زندگی سب کے لیے لائحہ عمل ہے اللہ تعالیٰ میر صاحب کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آمین۔" بعد میں یہ مضمون الفضل انٹرنیشنل، روزنامہ الفضل ربوہ، انصار الدین یوکے اور احمدیہ گزٹ امریکہ میں بھی شائع ہوا۔

خاکسار نے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے درخواست کی کہ اس مسودہ پر جو حضور نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے تبرک کے طور پر اس کی کاپی مجھے بنا کر دیں۔ جو میرے پاس محفوظ ہے۔ الحمدللہ

بنگلہ دیش سے واپسی پر ملاقات

خاکسار کو بنگلہ دیش میں بھی ان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے بطور نمائندہ جانے کی سعادت ملی۔ خاکسار نے درخواست کی کہ بنگلہ دیش سے واپسی پر حضور انور کی ملاقات کے لیے بھی آنا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے ازراہ نوازش یہ درخواست منظور فرمائی۔

جلسہ کے بعد بنگلہ دیش سے واپسی پر خاکسار کی طبیعت خراب ہو گئی اور جب لندن پہنچا بخار اور کھانسی بہت زیادہ تھی۔ حضور سے ملاقات میں عرض کی حضور شدید کھانسی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاتھ کرو۔ میں نے دایاں ہاتھ آگے بڑھایا آپ نے دعا کے ساتھ اپنے دراز سے ایک شیشی نکالی اور ہومیو پیتھی کی ایک خوراک عنایت فرمائی جسے خاکسار نے لے لیا۔ لندن میں 3،4 دن کا قیام رکھوایا تھا تا کہ حضور کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی سعادت بھی مل جائے۔ آخری دن واپسی کے لیے اجازت بھی لینی تھی اور دفتری ملاقات کی درخواست کی جو حضور انور نے ازراہ شفقت منظور فرمائی۔

خاکسار ایک لسٹ بنا کر لے گیا تھا کہ یہ یہ باتیں حضور کے ساتھ کرنے والی ہیں اور ہدایات لینی ہیں اور شاید 20،25 منٹ لگیں گے۔

حضور انور نے پہلا سوال کیا کہ کھانسی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی بہت معمولی افاقہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے کون سی دوا دی تھی۔ عرض کی حضور میں نے تو پوچھا ہی نہیں تھا کہ یہ کون سی دوا ہے۔ آپ نے پھر ایک اَور شیشی نکالی اور دوائی دی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ آپ "چاکلیٹ کھایا کریں" اس سے بھی اس قسم کی کھانسی میں فرق پڑتا ہے۔

پھر آپ نے پوچھا کہ کیا پروگرام ہے؟۔ خاکسار نے بتایا کہ کل امریکہ کے لیے روانگی ہے۔ فرمایا تو اَور کیا ہے تمہارے پاس۔ میں نے ایک ایک سوال کر کے سب کچھ بتایا۔ آپ خطوط پر دستخط بھی فرما رہے تھے اور اگلے 3،4 منٹ میں سب سوالوں کے جواب اور رہنمائی عطا فرمادی۔

ساری باتیں سن کر حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ لکھ کر تبشیر کے دفتر میں دے دیں۔ جو کہ خاکسار نے دے دیا۔ جب 3،4 منٹ میں سب کچھ ہو گیا تو آپ نے فرمایا "اَور"۔ جب کچھ نہ تھا تو عرض کی ایک دو باتیں ویسے ہی عرض کر دوں۔ آپ نے فرمایا کرو۔ خاکسار نے عرض کی کہ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے الیکشن ہوتے ہیں لیکن ایک بات جس پر عمل کرنا ضروری ہے اس میں کمی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی؟ خاکسار نے عرض کی کہ حضور! الیکشن کے باوجود جس شخص کے ووٹ زیادہ ہوں اسے کبھی وہ عہدہ نہ بھی دیا جائے تا کہ پتہ چلے کہ جماعت میں یہ قانون بھی ہے کہ ضروری نہیں جس کے ووٹ زیادہ ہوں اسے ہی عہدہ دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اور میں نے اس سال کئی جگہ پر ایسا کیا ہے۔

اگلے دن خاکسار کی فلائٹ تھی اور طبیعت ابھی بھی بہت خراب تھی۔ بخار، کھانسی کے علاوہ شدید متلی تھی۔ خاکسار جب ایئرپورٹ پر پہنچا تو حضور کی ہدایت یاد آئی کہ چاکلیٹ کھاؤں۔ خاکسار نے ایئرپورٹ سے ہی چاکلیٹ خریدی اور استعمال کی۔ الحمدللہ۔ اب جب بھی کھانسی شدت اختیار کرے تو خاکسار حضور کے دو نسخے استعمال کرتا ہے اور فائدہ ہوتا ہے۔ گلے اور کھانسی کے لیے آپ نے خاکسار کو فرمایا تھا کہ ایکونائٹ کی ایک ہزار میں خوراک شروع میں لے لیا کروں جب بیماری کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ دوسرے چاکلیٹ کا استعمال کرتا ہوں۔ الحمدللہ

امریکہ میں حضور انور کا دورہ

2018ء کتوبر میں سیدنا حضور انور امریکہ کے تین ہفتے کے دورے پر تشریف لائے۔ امیر صاحب امریکہ مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی ڈیوٹی شعبہ ملاقات میں لگائی اور ہدایت یہ دی کہ زیادہ سے زیادہ ایسے افراد کی ملاقات کرائی جائے جن کی اس سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ چنانچہ ہم نے لسٹوں کا کام شروع کیا۔ یہ تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ ملاقات کے پروگرام میں تین جگہوں پر ملاقات تھی۔ میری لینڈ مسجد بیت الرحمٰن، فلاڈلفیا کی نئی مسجد میں اور ہیوسٹن میں۔

ملاقات کرنے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی تھی اور ایک اندازے کے مطابق دس ہزار افراد کے نام رجسٹرڈ کیے گئے۔ لیکن جیسا کہ بتایا کہ پروگرام میں تینوں جگہ پر صرف 26 گھنٹے ملاقات کے لیے مختص تھے اور اتنی بڑی تعداد کی ملاقات 26 گھنٹوں میں ناممکن تھی۔ مکرم امیر صاحب کی بار بار ہدایت یہ تھی کہ صرف اور صرف ایسے لوگوں کو ترجیح دی جائے جن کی کبھی پہلے ملاقات ہوئی ہی نہیں۔

اب ہم صرف ایسے احباب کی ہی لسٹ بنانے میں مصروف تھے، ان کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ ہم نے سوچا کہ کیوں نہ ایسا کریں کہ بجائے ہر فیملی کی الگ الگ ملاقات کے، ایسی فیملیز بھی دیکھیں جو آپس میں رشتہ دار ہوں، تا زیادہ سے زیادہ فیملیز کو ملاقات کا موقع مل جائے۔ چنانچہ ہم نے صدران جماعت کو فون کیے اور انہوں نے ہمیں بتایا کہ ہماری جماعت میں فلاں فلاں آپس میں رشتہ دار ہیں ان کی اکٹھے ملاقات ہو سکتی ہے۔ ہم نے بذریعہ فون ان کو بتایا اور پوچھا کہ کیا آپ رشتہ دار ہیں اور آپ سب کی اکٹھے ملاقات ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ مشکل لگ رہا ہے۔ سب نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے لیکن ساتھ ہی کہا کہ کیا ہماری حضور کے ساتھ فیملی کی الگ تصویر ہو جائے گی۔ ہم نے جواب دیا کہ آپ حضور سے درخواست کرلیں۔ امید ہے ہو جائے گی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ہوا اور اچھا ہوا۔ جب احباب ملاقات کے لیے مسجد بیت الرحمٰن پہنچے، ہم ایک بار پھر ایسے لوگوں سے اور فیملیز سے پوچھ لیتے۔ خاکسار بھی اور خاکسار کی ٹیم کے جملہ افراد بھی خاص طور پر جن فیملیز کو اکٹھا کیا ہوتا دریافت کرتے کہ آپ آپس میں رشتہ دار ہیں وہ کہتے کہ ہاں تو ہم ان کو اندر ملاقات کے لیے بھیجتے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ دوران ملاقات دو فیملیز اندر گئیں۔ اندر جا کر وہ الگ الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کا آپس میں کیا رشتہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ہم تو آپس میں رشتہ دار نہیں ہیں، پتہ نہیں کیوں ہمیں اندر اکٹھا بھیجا گیا ہے۔

جس پر حضور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے دریافت فرمایا کہ آج ملاقاتیں کون کرا رہا ہے؟ خاکسار کو بھی اس کی اطلاع مل گئی۔ مجھے ڈر بھی محسوس ہوا اور استغفار پڑھنا شروع کر دیا۔ خاکسار نے امیر صاحب کی خدمت میں بھی اطلاع کر دی۔ انہوں نے کہا دعا کریں۔

حضور ملاقاتوں سے فارغ ہو کر اپنے دفتر سے نماز ظہر و عصر پڑھانے کے لیے تشریف لاتے تو سب کارکنان باہر قطار میں حضور کی زیارت اور دیدار کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ خاکسار بھی اپنی ٹیم سمیت وہاں موجود ہوتا تھا لیکن اس واقعہ کی وجہ سے خاکسار اس دن باہر کھڑا نہ ہوا۔ شام کی ملاقاتوں کے بعد بھی ایسا ہی ہوا کہ میں پھر باہر کھڑا نہ ہوا۔ جس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ شمشاد صاحب کہاں ہیں؟ حضور فرما کر نماز کے لیے مسجد میں چلے گئے۔ اب میرے لیے کوئی چارہ نہ تھا۔ اگلے دن ملاقاتوں کے بعد حضور پھر نماز ظہر و عصر پڑھانے کے لیے اپنے کمرہ سے باہر تشریف لائے تو خاکسار لائن میں نظریں نیچی کیے ہوئے کھڑا تھا۔ تو آپ نے فرمایا شمشاد صاحب کیا ہوا؟۔ خاکسار کو موقع مل گیا اور ساتھ ہی ہو لیا۔ عرض کی کہ حضور کل جو واقعہ ہوا اس کی وجہ سے شرمندگی ہے۔ اور اصل واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور کے سامنے سچ سے کام نہیں لیا۔ حالانکہ میں نے بھی پوچھا تھا اور ٹیم کے افراد نے بھی۔ حضور صرف مسکرائے اور کچھ بھی نہیں فرمایا اور دیگر باتیں ملاقات کے ضمن میں ہوئیں اور حضور نماز کے لیے مسجد میں داخل ہو گئے۔

خاکسار نے احتیاطاً یہ سارا واقعہ لکھ کر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھی دے دیا کہ اس طرح مجھے لگ رہا ہے کہ اس فیملی نے حضور کے سامنے سچ سے کام نہیں لیا۔ حضور نے خط ملاحظہ فرمایا اور اس پر لکھا کہ ”ہو سکتا ہے آپ کے ساتھ سچ سے کام نہ لیا ہو۔“

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس بات میں بہت گہرائی اور صداقت ہے کہ انہوں نے خلیفۂ وقت سے سچ بولا ہے، آپ سے نہیں۔ کیونکہ ہم سے انہیں اندیشہ تھا کہ اگر کہہ دیا ہم رشتہ دار نہیں ہیں تو ہو سکتا ہے ملاقات ہی نہ ہو۔ لیکن مجھ سے انہوں نے سچ کہا ہو گا۔ اس میں خلافت کے ادب اور احترام کا سبق بھی ہے۔

ملاقاتوں کی تعداد کا تو ذکر کر چکا ہوں کہ ہم نے کتنی رجسٹرڈ کیں۔ جس دن حضور انور نے واپس لندن تشریف لے جانا تھا صبح کے وقت سب کارکنان کی اور معاونین شعبہ جات کی حضور کے ساتھ تصاویر ہونی تھیں۔ جب ملاقات کی ٹیم کی تصویر کی باری آئی تو حضور انور نے خاکسار سے پوچھا کہ کُل کتنی ملاقاتیں ہوئی ہیں؟۔ خاکسار نے بتایا کہ اندازاً ساڑھے تین ہزار۔ آپ نے فرمایا آپ کی ساڑھے تین ہزار ہیں میرے تو سات ہزار مصافحے ہیں۔ بعد میں جب خاکسار نے چیک کیا اور لندن اطلاع بھجوائی تو معلوم ہوا کہ قریباً چار ہزار کے لگ بھگ ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضور انور کی ایک اَور ہدایت

خاکسار کا تبادلہ ایک جماعت میں ہوا تو وہاں پر جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر عالمی بیعت میں شرکت ہونی تھی۔ خاکسار نے ساری جماعت کو آگاہ کیا کہ وہ اس وقت مسجد میں پہنچیں اور عالمی بیعت میں شامل ہوں۔ جب سب دوست آ گئے اور عالمی بیعت ہونے لگی تو میں نے محسوس کیا کہ لوگ آگے آگے سرکتے جا رہے ہیں جہاں ٹی وی رکھا ہوا ہے تاکہ بیعت کے وقت وہ ٹی وی پر ہاتھ رکھیں۔ میں نے احباب سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اتنے میں لوگوں نے ایک دوسرے کے کندھوں پر بھی ہاتھ رکھ لیے اور ٹی وی کے نزدیک والے ٹی وی پر ہاتھ رکھنے لگے۔ خاکسار نے بتایا کہ یہ طریق غلط ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ایسا ہی کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں ایسا ٹھیک اور مناسب نہیں ہے۔ نہ ہی ٹی وی پر اور نہ ہی کندھوں پر ہاتھ رکھنے ہیں۔ صرف حضور کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرائیں اور دعا میں شامل ہوں۔ کچھ لوگوں کو یہ بات اچھی نہ لگی۔

خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں خط لکھ کر ہدایت لینا چاہی اور خط میں دو باتیں لکھ دیں۔ ایک یہ کہ عالمی بیعت کے وقت ٹی وی پر اور ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔ دوسرے حضور کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دی کہ حضور جب خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حوالہ جات حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے پڑھتے ہیں تو ساتھ ہی حوالہ بھی بتادیا کریں تا کہ ہم جب خطبہ دیں تو وہ حوالہ تلاش کر کے تو خطبہ جمعہ میں سنا دیا کریں۔ اس پر حضور انور نے جو ہدایت بھجوائی وہ یہ تھی:

> آپ کا خط ملا۔ عالمی بیعت کی تقریب میں جو لوگ ٹیلیویژن کے ذریعہ شامل ہوتے ہیں انہیں بتائیں کہ کندھوں پر یا ٹیلیویژن پر ہاتھ رکھنا غلط طریق ہے۔ کندھوں پر ہاتھ صرف اس وقت رکھے جاتے ہیں جب خلیفۂ وقت بیعت لینے کے وقت خود موجود ہوں۔ باقی جہاں تک خطبہ میں پڑھے جانے والے اقتباسات وغیرہ کے حوالوں کے بیان کرنے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں آپ خود کوشش کر کے حوالے تلاش کر لیا کریں۔ اللہ آپ کو اپنی جناب سے ہر خیر کا وارث بنائے اور دین و دنیا کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین

یہ دونوں ہدایات حضور انور کی ہم سب مبلغین کرام کے لیے خصوصی توجہ کے لائق ہیں۔ یہ کہ مطالعہ کی عادت اور خود حوالہ جات کی تلاش کرنی چاہیئے۔

قریبی رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کی نصیحت

جلسہ سالانہ یوکے 2019ء میں خاکسار مع اہلیہ شامل ہوا۔ یہ میری اہلیہ کا لندن کے جلسہ میں شمولیت کا پہلا موقع تھا۔ ہم دو تین دن پہلے چلے گئے تھے اور ملاقات کے لیے حسبِ دستور پہلے سے ہی درخواست کر رکھی تھی۔ جلسہ سے دو دن پہلے بدھ کے دن ہماری ملاقات تھی۔ حضور انور نے جاتے ہی پہلے مجھ سے پوچھا کہ کہاں ٹھہرے ہو؟۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماموں کی بیٹی، میری کزن ہیں (حسن طاہر بخاری مربی سلسلہ کی بہن) ان کے گھر۔ آپ نے فرمایا فضل الرحمٰن کے گھر کیوں نہیں ٹھہرے؟ یہ میری اہلیہ کے بھائی ہیں۔ میری اہلیہ نے جواب دیا حضور وہ تو جلسہ کی ڈیوٹی کی وجہ سے مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی بیگم تو تھیں۔ میری اہلیہ نے جواب دیا کہ حضور وہ بھی جلسے کی ڈیوٹی کی وجہ سے مصروف تھیں۔ آپ نے فرمایا:

شمشاد کو سنبھالنا کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔ پھر اہلیہ نے شہد کی بوتل تبرک کرنے کے لیے پیش کی جو انہوں نے اپنے والد صاحب کے لیے ربوہ بھجوانا تھا۔ وہ ان دنوں بیمار تھے۔ حضور نے شہد کو متبرک فرمایا اور پھر ہم نے بچوں کے لیے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے ملاقات میں نزدیکی اور قریبی رشتہ داروں (بہن، بھائی) کے ساتھ تعلق بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار نے جلسے کے بعد پھر فضل الرحمٰن ناصر صاحب جو جامعہ میں استاد ہیں کے گھر جا کر بقیّہ ایّام گزارے تا حضور کی ہدایت پر عمل ہو۔

میرے بیٹے کے ساتھ

ایک دفعہ جب سیرالیون کے جلسہ سے واپس آیا تو میں نے اپنے بڑے بیٹے ممتاز کو کہا جو امریکہ میں تھے کہ میں فلاں دن لندن پہنچوں گا۔ آپ بھی ٹکٹ کرواؤ اور لندن پہنچو تا حضور کے ساتھ ہم دونوں ملاقات کریں۔ چنانچہ عزیزم ممتاز احمد نے اپنی جہاز کی ٹکٹ بک کرائی اور لندن پہنچ گیا۔ حضور نے خاکسار کے بیٹے کے ساتھ بڑے بے تکلفی اور دوستانہ ماحول میں اس کی شادی اور دیگر امور کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی جس سے خاکسار کو اندازہ ہوا کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی کس طرح مسائل سے نپٹنا چاہیے وہ میرے لیے بھی ایک سبق تھا۔

میری بیٹی کا نکاح

میں 2009ء اکتوبر میں لندن گیا۔ حضور انور نے میری بیٹی عزیزہ سیدہ صبیحہ بشریٰ کے نکاح کا اعلان مسجد فضل لندن میں فرمایا۔ خاکسار نے حضور کی خدمت میں اجازت کے لیے لکھا کہ حضور نکاح پڑھائیں اور اس کے لیے چھٹی لی۔ جب میری حضور سے ملاقات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ بس نکاح پڑھوانے کے لیے اب آئے ہو۔ عرض کی کہ جی حضور۔ آپ نے فرمایا کہ جلسہ پر کیوں نہیں بتایا میں جلسہ پر نکاح پڑھ دیتا۔ (نکاح 31/ اکتوبر 2009ء میں ہوا تھا اور خاکسار اسی سال کچھ عرصہ قبل جلسہ میں بھی شامل ہوا تھا)

خطبہ نکاح میں حضور انور نے فرمایا:

> "دوسرا نکاح مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب (مبلغ سلسلہ کیلیفورنیا۔ امریکہ) کا مکرم عطاء المومن بھٹی صاحب ابن مکرم نوید احمد بھٹی صاحب (ہیرس برگ، امریکہ) کے ساتھ مبلغ دس ہزار ڈالر حق مہر پر طے پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ کے متعلق بتایا کہ ان کے والد سید شمشاد احمد ناصر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبلغ سلسلہ ہیں۔ گھانا میں بھی رہے ہیں اور جب میں گھانا میں تھا اس وقت بطور مبلغ رہے اور اچھے مبلغین میں سے تھے اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان کے خاندان میں احمدیت 1932ء میں ان کے دادا سید امیر احمد شاہ صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔ ان کی شر قپور رجولی ضلع انبالہ میں کوئی گدی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کے دادا کو وہاں سے نکلنا پڑا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ احمدیت کی برکت ہے کہ آگے ان کی نسلیں پڑھی لکھی بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں...... حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بعد یہ گدیاں تو ختم ہو چکی ہیں۔ کوئی پیری مریدی نہیں رہی۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو آکر اپنے ماننے والوں کو یہ کہا ہے کہ:

”تم ولی بنو ولی پرست نہ بنو اور پیر بنو پیر پرست نہ بنو۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر احمدی کو اِن روایتی پیروں کے پیچھے چلنے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق جوڑنا چاہئے جو ایک خاص تعلق ہو اور جو تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کی طرف لے جانے والا ہو۔“

(الفضل انٹر نیشنل 11/ تا 17 دسمبر 2009ء صفحہ 8)

حضور انور کے ساتھ سیر

ایک دفعہ خاکسار لندن آیا، موقع تو یاد نہیں رہا سردیوں کا موسم تھا۔ مجھے پتہ چلا کہ حضور انور صبح نماز فجر کے بعد سیر کرنے تشریف لے جاتے ہیں۔ خاکسار نے میجر محمود صاحب سے کہا کہ وہ میرے لیے حضور سے ایک دن کے لیے اجازت لے لیں میں بھی سیر میں ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اجازت مرحمت فرمائی۔ اگلے دن نماز فجر کے بعد میں بھی تیار ہو کر ساتھ گیا۔ 15،20 منٹ کی واک کے بعد اچانک حضور واپس تشریف لے آئے۔ ہم جب مسجد فضل واپس آئے تو گاڑی سے نکل کر میں پھر اسی علاقہ میں واک کرنے کے لیے نکل گیا۔ شام کو حضور سے ملاقات تھی اور اگلے دن میری واپسی تھی۔ شام کو جب ملاقات ہوئی تو حضور نے ”واک“ کے متعلق پوچھا کہ ٹھیک ہو گئی؟ میں نے عرض کی کہ حضور اتنی چھوٹی واک سے میرا تو کچھ نہیں بنا۔ میں تو پھر دوبارہ واک کرنے چلا گیا تھا۔ حضور صرف مسکرائے اور کچھ نہیں فرمایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر لندن جانا ہوا اور خاکسار نے پھر سیر کے لیے ساتھ جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔ اس دفعہ حضور نے معمول کے مطابق 45 منٹ سے ایک گھنٹہ کے درمیان واک کی۔ تو بعد میں حضور نے ازراہِ مزاح فرمایا کیوں اس دفعہ تمہاری واک ٹھیک ہو گئی ہے۔ عرض کی جی حضور۔ حضور کو وہ بات یاد تھی کہ میں نے کہا تھا کہ 15،20 منٹ کی واک سے میرا تو کچھ نہیں بنا میں تو دوبارہ واک کرنے گیا تھا۔

ایک غلط رجحان اور بدعت کی تردید

مکرم و محترم عابد خان صاحب کی ڈائری کے ذکر سے ہی یہ سب یادداشتیں ذہن میں آئی ہیں جو لکھی ہیں۔ ڈائری میں حضور انور نے ایک اَور غلط بات اور رجحان کو روکنے اور جماعت کو صحیح خطوط پر گامزن رکھنے کی ایک ہدایت یوں لکھی ہے کہ عابد صاحب نے حضور کی خدمت میں ان پوسٹس کا ذکر کیا جو لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے متعلق اپنی یادیں بیان کر کے سوشل میڈیا پر کی تھیں۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ 19 اپریل 2003ء حضورؒ کی رحلت کا دن تھا۔ اس کو سننے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اس دن کی نشاندہی کرنا جس دن کسی کی وفات ہوئی ہو نہ صرف ایک غیر ضروری امر ہے بلکہ یہ غلط ہے۔ اسلام میں برسی جیسی کوئی تعلیم نہیں ہے...... حضور نے مزید فرمایا کہ اگر احمدی چاہتے ہیں کہ وہ صحیح معنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی عزت کریں تو انہیں چاہیے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی نصائح پر عمل کریں۔

جماعت کو حضور انور کی اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ جب بھی کوئی غلط بات خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو اور اس کے پیچھے خواہ نیت کتنی ہی صاف اور نیک کیوں نہ ہو خلفائے کرام اس کا نوٹس لیتے ہیں اور جماعت کی صحیح رہ نمائی فرماتے ہیں اور دراصل جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ خالص توحید اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کا احیاء اور غلط باتوں سے اجتناب اور بدعات سے روکا جائے۔ میرے ساتھ بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہوا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت اور نصیحت ہے جس کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ 36

ہوا یہ کہ خاکسار جب امریکہ آیا تو اسی مہینے یعنی ستمبر 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورۂ امریکہ طے شدہ تھا۔ حضورؒ دورے پر تشریف لائے اور بہت ساری جماعتوں میں آپ نے وزٹ کیا اور ڈیٹن بھی تشریف لائے۔ اس کے بعد حضورؒ نے خاکسار کی تقرری بھی ڈیٹن میں فرمائی اور ہدایات بھی بجھوائیں کہ کیا کرنا ہے۔

خاکسار نے 1988ء میں ٹھیک اسی تاریخ کو جس تاریخ میں حضورؒ نے ڈیٹن کا دورہ کیا تھا **”طاہر ڈے“** کے نام سے ایک پروگرام کیا اور اس میں حضورؒ کی آمد پر حضور نے جو باتیں وہاں کیں جو نصائح کیں وغیرہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت کے احباب کو بھی دعوت دی کہ وہ حضور کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات اور یادوں کو بیان کریں اور خاکسار نے آخر میں خلافت کی اہمیت اور برکات پر تقریر کی۔ یہ پروگرام ہو گیا اور لوگوں نے اس میں حصہ بھی لیا۔ خاکسار نے جب اپنی رپورٹ میں اس کا تفصیل سے ذکر کر کے حضورؒ کو بجھوائی تو حضور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ طاہر ڈے منایا۔ میں تو ہر ملک میں ہر جماعت میں جاتا ہوں اگر سب ہی ”طاہر ڈے“ منانا شروع کر دیں پھر کیا ہو گا؟ اصل بات یہ نہیں ہے کہ نام کے ساتھ کوئی دن منایا جائے اگر کرنا ہی تھا تو جماعت کو اکٹھا کر کے خلافت کی اہمیت و برکات اور پھر خلیفہ وقت کی باتوں پر اور نصائح پر عمل کرنے کے لیے کہتے۔

اصل یہ ہے نہ کہ **طاہر ڈے** منانا۔

اب اگر کوئی دنیاوی لیڈر ہوتا تو وہ خوش ہوتا کہ میرے نام سے دن منایا گیا ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے۔ جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کو دنیا میں قائم کرنا اصل مقصد ہے۔ یہاں پر ایک اَور بات بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ جب مجھے حضورؒ کی یہ ہدایت ملی تو لازماً اپنی بے وقوفی کی وجہ سے شرمندگی تو ہونی ہی تھی اور ادھر یہ خیال بھی آیا کہ حضور نے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اب کیا کیا جائے! استغفار کرنا شروع کر دیا اور مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو فون کیا تا ان سے یہ بات کروں کہ میں اب کیا

کروں حضور ناراض ہوگئے ہیں۔ فون پر محترم میاں مظفر احمد صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا ٹھیک نہیں ہے۔ پوچھنے لگے کہ کیا ہوا؟ میں نے ساری بات بتادی۔ آپ نے حوصلہ دیا اور تسلی دی۔... کہنے لگے کہ حضورؒ کو خط لکھ دیں کہ غلطی ہوگئی ہے اور استغفار کرتے رہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ان ساری باتوں کے لکھنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ ہمیں چاہیے ہم خلیفۂ وقت کی بات کو سنیں اور اس پر عمل کریں۔ جس طرف خلیفۂ وقت لے کر جائے اسی طرف چل پڑیں، اپنی طرف سے کوئی کام نہ کریں یا اگر کوئی ذہن میں بات آ بھی جائے تو جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ جرمنی میں فرمایا تھا کہ خلیفۂ وقت موجود ہے اس سے پوچھ لیں اور رہ نمائی لے لیں۔ یہ ایک ایسا نسخہ ہے جو ساری بیماریوں، کوتاہیوں اور غفلتوں کا علاج ہے۔

خلیفۂ وقت سے پوچھ لینا زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ آدمی اپنی عقل لڑائے اور کام غلط کر بیٹھے۔ اس سے مجھے ایک اَور واقعہ یاد آ گیا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ہی ہے۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ امریکہ کے دورہ پر تھے۔ ملاقاتیں ہو رہی تھیں۔ ملاقاتوں کے فوراً بعد مسجد بیت الرحمٰن میں نکاحوں کا اعلان تھا اور پھر نماز ظہر و عصر کی ادائیگی تھی۔ ملاقاتیں ختم ہوتے ہی حضورؒ مسجد میں تشریف لے آئے اور خاکسار نے حضور کی ہدایت پر حضور کی موجودگی ہی میں نکاحوں کا اعلان کرنا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا نکاحوں کا اعلان کر دو۔ میں نے کھڑے ہو کر حسبِ دستور خطبہ نکاح میں جو قرآنی آیات پڑھنی ہوتی ہیں وہ پڑھ دیں۔ ابھی ان آیات کو ختم ہی کیا تھا کہ حضورؒ نے مجھے فرمایا کہ پتہ تو کر لو کہ جن کے نکاح پڑھانے ہیں وہ پارٹیاں موجود بھی ہیں کہ نہیں۔ پتہ کیا گیا تو فریقین میں سے ایک فریق موجود نہ تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ۔ انتظار کر لیتے ہیں۔ میں بھی حضور کے ساتھ ہی پیچھے ہٹ کر پوڈیم کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ 5،6 منٹ انتظار کے بعد پتہ چلا کہ فریق ثانی پہنچ گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اب کر دو۔

اب مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں خطبہ نکاح دوبارہ پڑھوں یا صرف اعلان ہی کر دوں۔ میں نے فوراً آگے ہو کر حضورؒ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور خطبہ نکاح دوبارہ پڑھوں یا صرف اعلان کر دوں۔ حضورؒ نے فرمایا صرف اعلان کر دو۔ خطبہ نکاح پڑھنے کی دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں خلیفۂ وقت کا جاں نثار اور سلطان نصیر بنائے اور بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق دے۔ آمین

ڈاکٹر عبدالکریم خالدؔ

اک سفر ختم ہوا دوسرا آغاز بھی ہے
اور اک دُور سے آتی ہوئی آواز بھی ہے

ہو محبت تو بہت ٹوٹ کے اے ہم نفساں
ورنہ یہاں کارِ محبت میں تگ و تاز بھی ہے

رُوح میں رچ سی گئی ہے ترے لہجے کی کھنک
دِل کی آواز میں شامل تری آواز بھی ہے

تو کبھی آئے جو گھر میں تو بچھا دوں آنکھیں
میرے بے ساختہ پن میں ترا انداز بھی ہے

دِل بہت کھینچتی ہے کوچۂ جاناں کی ہوا
اک دریچے میں کہیں چشمِ فسوں ساز بھی ہے

زندگی بھر کی مسافت سے بدن چور ہوا
اور بے بال و پری مائلِ پرواز بھی ہے

میں اس شہر کی مٹی سے اٹھا ہوں خالدؔ
جس کے ذروں میں مسیحائی کا اعجاز بھی ہے

پروفیسر مکرم چوہدری محمد شریف خالدؔ صاحب کی یادیں

(از قلم منیر احمد باجوہ ہیمبرگ جرمنی)

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے نہائت شفیق والدین عطا فرمائے جنھوں نے محض اُسی کے فضل سے امام وقت کو پہچان کر خود احمدیت قبول کی اور اس نور کو اس صدق اور تمنا کے ساتھ دل کی دھڑکنوں میں بسایا کہ نہ صرف وہ خود بلکہ اُنکی نسلیں بھی اس نور سے تاابد منور ہوتی چلی جائیں۔ اسی چاہت کو پورا کرنے کیلئے لگ بھگ ساٹھ کی دہائی میں انہوں نے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح کے قدموں میں ربوہ جیسی مقدس بستی میں لا آباد کیا۔ طالبعلمی کا ابتدائی دور اور سکول کا زمانہ تھا۔ دارالصدر غربی اور بیت لطیف کا قُرب نصیب ہوا۔ نماز کیلئے بیت لطیف آنا جانا شروع ہوا احباب، بزرگوں سے شناسائی ہونے لگی تو ایک معزز و محترم نام چوہدری محمد شریف خالدؔ صاحب کا زبان زدِ عام تھا۔ اہلِ محلہ بڑی ہی تکریم کے ساتھ اُنکا نام لیا کرتے تھے۔ اُسکی بیشمار وجوہات میں سے ایک یہ تھی کہ وہ چھوٹوں اور بڑوں میں اپنے اعلیٰ اخلاق اور ہمدردیءِ خلائق کے باعث بے پناہ مقبول تھے اور دوسرے وہ تعلیم الاسلام کالج جیسی مقدس درسگاہ میں انگلش کے پروفیسر تھے اور ساتھ ہی ساتھ قانون دان بھی تھے۔ اس لحاظ سے نوجوان شاگرد طبقہ کے دل میں اُنکا بہت بڑا مقام تھا۔ ہم چونکہ چھوٹے تھے اور اس بستی میں نووارد۔ اس لئے اُنکا نام اور مقام سن کر ہمیں مارے ادب کے کبھی جرأت ہی نہ ہوئی کہ اُن سے ہم کلام ہو سکیں۔ ہم حدِّ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے دور فاصلے سے ہی اُنکا دیدار کرتے اور آگے بڑھ کر اُن کے سامنے آنے کی ہمت نہ کرتے کہ ایک روز ہمارے بڑے بھائی مکرم محمد سعید باجوہ صاحب سابق ہیڈماسٹر ہائی سکول جو اُن دنوں آپ کے شاگرد تھے ان کے ذریعہ اس مقدس وجود تک رسائی اور تعارف ہوا۔ انکی بزرگانہ شفقت نے اس قدر اپنی طرف کھینچا کہ اس کے بعد قریباً ہر بار بیت لطیف میں آتے ہی نگاہیں انہی کو ڈھونڈتیں تھیں۔ اور یہ سلسلہ تادمِ جدائی ان کے ساتھ پروان چڑھتا رہا۔

بے حد شفیق اور بہت پیار کرنے والے وجود تھے۔ اُس روز سے آج تک کہ جب وہ اس دنیا میں نہیں رہے اُنکی محبتوں اور عنایات کی یادیں اُسی طرح زندہ، تابندہ ہیں جیسے کل کی بات ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پیار کی جنتوں میں اپنے پیاروں کے ساتھ اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ محلہ دار ہونے کے ناطے بھی ہم نے انکو دیکھا اور لمبا عرصہ انکی شفقت کے سایہ تلے رہے، بیت لطیف کو ازسرِ نو تعمیر کیا جارہا تھا آپ نے بڑی دلچسپی اور جانفشانی سے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس کی چھت ڈالتے وقت اپنے نوجوان شاگرد خدام سے کہیں آگے بڑھ کر وقار عمل کیا، اینٹوں گارے کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اس میں خود کو گرد آلود کئے رکھا۔ ہم گواہ کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم نے اس بزرگ کو محبت کے سمندر کی طرح پایا۔

ہم نے اُن سے پڑھا، ہمارے بڑوں نے اُن سے پڑھا۔ ہمارے چھوٹوں نے اُن سے پڑھا، کالج کے زمانہ میں وہ ہمیشہ اپنے کام میں باقاعدہ تھے۔ ہزار مجبوریوں کے باوجود کبھی بے جا کالج سے ناغہ نہیں کیا۔ بعد میں ہمارے ساتھ وکالت کے میدان میں بھی آپ کی یہی شان نمایاں رہی۔ ان کی جسمانی اولاد اور انکے شاگرد دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ جہاں جہاں بھی ہیں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اُن میں سے ہر ایک اُنکے پیار بھرے سلوک کی وجہ سے اُن کو محبت سے یاد کرتا ہے۔ آپ استادوں کے استاد بلکہ جگ استاد تھے۔

بنیں گلزار جن کے عزم سے دنیا کے ویرانے　　　　زمانے کو میسر ہیں وہ دل کتنے جگر کتنے

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہمیشہ صف اول میں نظر آتے۔ آپ نہائت درجہ دعا گو اور عبادت گزار تھے خلافت احمدیہ حقہ کے دلی مطیع و فرمانبردار تھے۔ اور ہمیں بھی خلیفہ وقت کی کامل اطاعت کی تلقین فرماتے کہ تمام برکتیں اسی کی اطاعت سے وابستہ ہیں۔ جماعت کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر صدر انجمن کی طرف سے آپکو بھی ایک تقریب میں مدعو کیا گیا۔ اس دعوت نامے کو اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتے ہوئے نہایت عجز اور شکر کے ساتھ تحدیث نعمت کے طور پر اس کا متعدد بار ذکر فرماتے۔ مخلوق خدا کی ہمدردی کا بے پناہ جذبہ اپنے اندر رکھتے تھے۔ کسی غریب کو دُکھ میں دیکھ کر خود دُکھی ہو جاتے اور اس کی مدد کرنے کیلئے ان کا دل اپنے قابو میں نہ رہتا اور پھر سخاوت کے ہاتھ لمبے ہو جاتے تھے۔ ان کی زندگی ایسے بیشمار واقعات سے بھری ہوئی تھی۔ ایک دفعہ صبح کے وقت کچہری جانے کیلئے گھر سے نکلے تو ایک ریہڑی والے مزدور کو دیکھا کہ اس کی ریہڑی کا ٹائر پھٹ گیا ہے اور وہ غربت کی وجہ سے پریشان حال کھڑا ہے کہ اب نہ ٹائر، نہ پیسے، نہ مزدوری، کیا کروں؟۔ آپ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا جتنے پیسے نکلے سارے کے سارے اسے تھما دیے اور کہا کہ جاؤ نیا ٹائر خرید لو اور خود خالی ہاتھ کچہری چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ کو آپکی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ آپکے کچہری پہنچنے سے پہلے ہی آپکا ایک مؤکل آپکا انتظار کر رہا تھا اور اس نے اپنے کیس کی خاطر آپکو اتنی فیس دی جو ان پیسوں

سے کہیں زیادہ تھی جو آپنے اس ریہڑی والے کو دیئے۔ اللہ تعالی کے اس محبت بھرے سلوک کا آپ نہایت انکسار اور شکر کے ساتھ اس رنگ میں ذکر کرتے کہ میری حیثیت ہی کیا ہے اور میرے خالق مہربان کا مجھ سے سلوک، کہ مجھ جیسے کو بے حساب دیئے جارہا ہے۔!!!

ایک دفعہ راستہ میں ایک غریب بوڑھے کو دیکھا جو ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بے یارومددگار پڑا ہوا تھا۔ اس کو پوچھے بغیر بے ساختہ کچھ روپے جیب سے نکالے اور اس کی مدد کی خاطر اس کی طرف بڑھا دیے لیکن اس بوڑھے نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ، بابا ہم عیسائی لوگ ہیں ہم لوگوں سے بھیک نہیں مانگا کرتے۔ آپکی طبیعت پر اس کا بہت اثر تھا اکثر فرماتے کہ کاش، مسلمان بھی یہ سبق سیکھ لیں۔ اس واقعہ سے اندازہ کریں کہ آپ غریبوں کیلئے کتنا نرم دل رکھتے تھے؟۔ نحن انصار اللہ کی تفسیر آپکے عمل سے جھلکتی تھی۔ غریب پروری کا یہی سلوک آپکا اپنے مزارعوں کے ساتھ ہوتا تھا جن سے آپ زمیندارہ کرواتے تھے۔ ایک دفعہ گرمیوں کی سخت دھوپ میں اپنے زمیندارہ سے آرہے تھے سائیکل کی ٹیوب گرمی کی شدت سے پھٹ گئی تھی۔ پیدل چلے آرہے تھے چہرے پر گرمی، تھکان اور گردوغبار کے آثار نمایاں تھے۔ مگر دل خدا تعالیٰ کی محبت میں پُر سکون اور مطمئن۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب، آپکو اس زمیندارہ میں کوئی بچت بھی ہوتی ہے کیا؟۔ کمال طمانیت اور توکل کے ساتھ ایک دلربا قہقہہ بلند کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ مجھے یہ پھیرے (چکر) ہی بچتے ہیں جو میں مار آتا ہوں۔ زمیندارہ بچت کیلئے نہیں بلکہ ان غریب مزارعوں کی روزی کا ایک ذریعہ ہے اس بہانے سے اُن کے دن بھی بسر ہو رہے ہیں اور میرے بھی۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ زمیندارہ کا یہ اضافی کاروبار بھی محض ان غریب مزارعوں کے روزگار کا وسیلہ جان کر کرتے تھے۔ طبیعت میں لالچ، نمودونمائش اور خوشامد نام کو بھی نہیں تھی۔ مالی لین دین میں نہایت درجہ دیانت دار، صاف اور کھرے، قول کے سچے، اور کردار کے پاکیزہ اور سُچے تھے۔ کسر نفسی اور خودداری اُنکا خاصا تھا۔

کچہری میں ایک دن مجسٹریٹ ہواخوری کیلئے صحن میں نکلا اور آپکو کہنے لگا کہ چوہدری صاحب باقی وکلاء اندر (Retiring Room) میں آتے ہیں آپ کبھی نہیں آئے آپ بھی اندر آیا کریں۔ آپ بے دھڑک کہنے لگے کہ ایسے اندر سے میں باہر ہی اچھا ہوں کیونکہ جو کچھ اندر ہوتا ہے۔ میں وہ باہر بیٹھ کر ہی جان جاتا ہوں۔ ہر ایک دوست، ساتھی کے بڑے قدردان تھے، برادرم مکرم چوہدری کو لمبس خان صاحب ایڈووکیٹ سے بھی عمر بھر بے پناہ محبت؛ ہمدردی اور شفقت کا ایک ایسا یادگار پختہ تعلق جوڑا جسے اُن کی ابدی جدائی کے بعد آج تک مکرم کولمبس خان صاحب اپنے سینے سے لگائے اُن کی بلندیٔ درجات کیلئے رب رحیم کے حضور دعا گو رہتے ہیں۔

برادرم مکرم کولمبس خان صاحب اور خاکسار جب جرمنی آنے لگے تو آپنے جن درد بھری صدق دل سے نکلی ہوئی دعاؤں سے ہمیں رخصت فرمایا انکی قبولیت کو ہم قدم قدم پر محسوس کرتے ہیں۔ حسن اتفاق ہے کہ سالوں گزر جانے کے بعد دارالقضاء جرمنی کے ممبران کے ایک اجلاس میں بیٹھے ہوئے ایک صاحب سے تعارف ہوا، فرمانے لگے کہ وہ مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب موصوف کے داماد ہیں اور ان کا نام مکرم محمد سلیم ہے۔ میں نے مکرم چوہدری صاحب موصوف کی کرم فرمائیوں کا ذکر کیا اور ان دعاؤں کے الفاظ کو بھی دہرایا جن کے ساتھ چوہدری صاحب نے ہمیں باہر آنے کیلئے وداع کیا تھا۔ اس پر مکرم محمد سلیم صاحب (مرحوم) نے بے ساختہ ایک قہقہہ بلند کیا۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ مکرم چوہدری صاحب نے مجھے بھی بعینہٖ انہی دعائیہ لفظوں کے ساتھ رخصت کیا تھا۔ میں دیر تک سوچتا رہا کہ اُس مہربان بزرگ کے دل میں ہم جیسے بیگانوں کیلئے بھی محبت اور دعاؤں کے وہی یکساں جذبات تھے جو وہ اپنے خاص عزیزوں کیلئے رکھتا تھا۔ ایک عرصہ بعد ان کی زندگی میں مجھے ربوہ جانے کا اتفاق ہوا تو فرمانے لگے بتاؤ اللہ میاں نے میری اُس دعا کو کیسے قبول فرمایا جو میں نے تمہیں رخصت کرتے وقت دی تھی۔!!! اُن دنوں آپ نے مصلح الدین راجیکی صاحب کا منظوم کلام 'کوس راحیل' کے نام سے کتابی شکل میں چھپوایا ہوا تھا۔ فرمانے لگے کہ اس کی ایک کاپی آپکے لئے اور ایک مکرم کولمبس خان صاحب کیلئے رکھی ہوئی ہے وہ ضرور لیتے جانا۔ میں نے انکی قیمت کی ادائیگی کیلئے ہزار جتن کئے لیکن انہوں نے میری ایک نہ سنی اور یہ کتابیں مجھے عنایت کرتے ہوئے فرمایا کہ بھول جاؤ یہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے سروں پر ان کی شفقت کا ہاتھ سرحدوں تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ یہاں بھی انکے خطوط انکے محبت بھرے سندیسے ہمارے ساتھ رہے۔ میرے والد مکرم چوہدری عبدالعزیز باجوہ صاحب کے ساتھ بھی آپکا محبت بھرا مثالی تعلق تھا۔ اپنے ایک خط میں خاکسار کی دلداری کیلئے لکھا کہ بیت لطیف میں فجر کی نماز پر آپکے والد صاحب میرے لئے موتیے کے پھول لیکر آتے ہیں۔ نماز کے بعد ہم دونوں سیر کو جاتے ہیں تو خوشبو اُن پھولوں کی ہوتی ہے اور تذکرہ آپکا۔!!!

اللہ تعالی غریق رحمت کرے اب یہ دونوں بابرکت وجود ہم سے رخصت ہو چکے ہیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ مگر ان کی آوازیں ان لفظوں میں ڈھل کر ہمیشہ کانوں میں گونجتی رہتی ہیں کہ:

ے ہم سرافراز ہوئے رخصت، ہے آپ سے بھی اُمید بہت   یہ یاد رہے کس باپ کے بیٹے ہیں کس ماں کے جائے ہیں۔

بہشتی مقبرہ دعا کیلئے جب بھی جاتا ہوں تو مکرم چوہدری صاحب کی وہ بات یاد آ جاتی ہے جب ایک دفعہ کچہری میں بیٹھے فرمانے لگے کہ منیر! اصل چیز تو عاقبت ہے دنیا تو سب دھوکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔ اپنے مخصوص انداز میں فرمانے لگے کہ اگر اللہ میاں مجھے بتادے کہ اب تو میری طرف آ جاتو میں کامل طور پر اس کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ازخود پیدل ہی بہشتی مقبرہ کی طرف چل پڑوں۔

رحمت باری سے ہم امید رکھتے ہیں کہ رب عظیم کے یہی وہ عاجز اور بے نفس بندے ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑے پیار کے ساتھ یہ خوشخبری دی ہے کہ: "اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا"۔ (الفجر)

اے خدا! تو ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک فرما۔ آمین۔

ٹکوسا جرمنی کے زیر اہتمام عید ملن پارٹی

منعقدہ 2۔اگست 2020

برادران Ticosa

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

اللہ تعالی کے فضل سے عید الاضحیہ کے بعد امسال ہماری عید ملن پارٹی بہت کامیاب رہی۔ الحمد للہ۔ دوستوں کی عید کی ذاتی مصروفیات کے باوجود اکتیس (31) دوست شامل ہوئے بلکہ ایک ہمارے ممبر محمود سلیمان صاحب 200 کلو میٹر کے فاصلہ کی دُوری سے شامل ہوئے اللہ تعالی ان سب کو جزا دے۔ آمین۔ عید ملن دعوت کا تمام خرچ دوستوں نے ملکر برداشت کیا۔ ہم مکرم عبدالحنان ڈوگر صاحب کے بھی مشکور ہیں جنھوں نے نہ صرف اپنی جگہ پیش کی بلکہ معمولی خرچ سے سارے انتظامات کے ساتھ بہترین مینو پیش کیا۔

تمام دوستوں کے تعاون کا دِلی شکریہ اللہ تعالی سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

عبدالغفور ڈوگر

صدر ٹکوسا جرمنی

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا　　اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

ٹکوسا جرمنی کی عید ملن پارٹی کی تصویری جھلکیاں

پہلی قطار میں: حمید الدین امینی صاحب عرفان خان صاحب طاہر اختر صاحب پرفیسر چوہدری حمید احمد صاحب عبدالغفور ڈوگر صاحب چوہدری انیس احمد صاحب شیخ منصور احمد صاحب محمد افضل صاحب

دوسری قطار میں: عبدالحنان ڈوگر صاحب لئیق احمد صاحب احسان اللہ خان صاحب آفاق احمد صاحب چوہدری نصیر احمد صاحب سعید ناز صاحب

چوہدری داؤد چیمہ صاحب. چوہدری مجید طاہر صاحب عبدالشکور بھٹی صاحب عثمان خان صاحب راجہ یوسف صاحب عطاء العزیز صاحب

تیسری قطار: عبدالرزاق ڈوگر صاحب مرزا عمر احمد صاحب محمود سلیمان صاحب ثاقب سلیمان صاحب پروفیسر چوہدری ناصر احمد صاحب مشتاق چھٹہ صاحب.

تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

کی بنیاد سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے رکھی

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ 1909 میں ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول قادیان حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمات مدرسہ سے ریویو آف ریلیجنز میگزین کی اسسٹنٹ ایڈیٹری کے لئے منتقل کی گئیں۔ اس موقع پر حضرت مولوی شیر علی ساحب کو ایڈریس دیا گیا جس کی خبر دیتے ہوئے اخبار الحکم لکھتا ہے:

"حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تحریک سے سکول کے پُرانے طلباء کی ایک کمیٹی قائم کی گئی اور مولوی صاحب موصوف کو ایڈریس دیا گیا۔۔ بہر حال اس تقریب پر پُرانے طلباء کی ایک ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی جو مدرسہ کی بہتری اور بھلائی اور پُرانے طلباء میں محبت و اخوت بڑھانے کے لئے کام کرے گی۔ اس مبارک تقریب کے بانی حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ خدمت بھی سلسلہ کی تاریخ میں قابلِ قدر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے باروَر کرے"

(الحکم 28 اپریل 1909 صفحہ 16)

بحوالہ الفضل انٹر نیشنل۔ 8 اکتوبر 2019